دین میں بگاڑ کا سبب

غلو

فضیلۃ الشیخ: عبدالغفار حسن حفظہ اللہ
(سابق پروفیسر مدینہ یونیورسٹی)

www.KitaboSunnat.com

دین میں اعتدال کی راہ

مولانا محمد خالد سیف حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

دین کی حفاظت کے لئے بہترین نسخہ

دین میں بگاڑ کا سبب

مکتبۃ الحرمین

غلو

فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالغفار حسن حفظہ اللہ
(پروفیسر مدینہ یونیورسٹی)

دین میں اعتدال کی راہ

مولانا محمد خالد سیف حفظہ اللہ

طارق اکیڈمی
ڈی گراؤنڈ (سموسہ چوک) فیصل آباد

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانی گمراہی کا سب سے بڑا سرچشمہ آباؤ اجداد کی اندھی تقلید ہے!
(ابوالکلام آزادؒ)

جملہ حقوق بحق طارق اکیڈمی محفوظ ہیں

- کتاب .... دین میں بگاڑ کا سبب..... **غلو** / دین میں اعتدال کی راہ
- مصنف .... عبدالغفار حسن حفظہ اللہ / محمد خالد سیف حفظہ اللہ
- اہتمام .... محمد سرور طارق
- اشاعت .... محرم الحرام 1425ھ، مارچ 2004ء
- طباعت .... R.P.S پرنٹرز لاہور

ناشر

TARIQ ACADEMY
D/Ground (samosa chok)
Faisalabad, PAKISTAN.
☎ 0092 41 546964, 715768 Fax:0092 41 733350

ڈسٹری بیوٹر

دارُالسّلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون 7120054 فیکس 7320703

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
عرضِ ناشر	7
دین میں بگاڑ کا سبب......غلو	11
تقویٰ اور دین داری میں غلو	12
شخصیات میں غلو	"
دین میں اعتدال کی راہ	41
غلو کا مفہوم	46
غلو کی انواع واقسام	47
عقائد میں غلو	"
قرآن مجید میں غلو	48
غلو کے نتائج	51
دین میں کمی بیشی	52
غلو باعث ہلاکت	"
دین تو آسان ہے	53
غلو شرک تک پہنچا دیتا ہے	55
اسلام دین اعتدال ہے	56
خلاصۂ کلام	58
عبدالغفار حسن (حالات وخدمات)	59
دین ودنیا کی بھلائی کا بہترین نسخہ	64

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطاعتِ رسول ﷺ کا بہترین سبق

میدان عرفات میں حاجی ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ہی وقت میں اکٹھی اور قصر کر کے کیوں ادا کرتا ہے؟ اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔

حاجی جب عرفات سے غروب آفتاب کے بعد روانہ ہوتا ہے تو مغرب کی نماز وقت پر ادا نہیں کرتا ہے۔ حالانکہ نماز تاخیر سے ادا کرنا نفاق کی علامت ہے پھر اس موقع پر حاجی عمداً مغرب کی نماز موخر کیوں کرتا ہے؟ اس لئے کہ اس موقع پر نماز مغرب وقت پر ادا کرنے میں سنت رسول ﷺ کی خلاف ورزی ہے اور موخر کرنے میں اطاعت رسول ﷺ ہے۔

مزدلفہ میں حاجی ساری رات سو کر گزارتا ہے اور عمداً نماز تہجد ترک کر دیتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے تمام نفل نمازوں میں سے تہجد کو افضل ترین نماز قرار دیا ہے۔ حاجی اس رات نماز تہجد کیوں ترک کرتا ہے؟ صرف اس لئے کہ خود رسول اکرم ﷺ نے اس رات نماز تہجد ادا نہیں فرمائی......

سفرِ حج کا یہ سبق یاد دلاتا ہے کہ مسلمان کا ہر وہ کام جو سنتِ رسول ﷺ کی اتباع میں کیا جائے گا......وہی عبادت قابل قبول ہے......لہٰذہ اسوۂ رسول ﷺ کے چراغوں سے روشنی حاصل کرنے کے لئے احادیث اور سیرت کی کتابوں کو گھروں میں رکھیں......بچوں اور اہل خانہ کو پڑھائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گمراہی کا پہلا زینہ

''بدعت'' اپنے معنیٰ و مفہوم کے اعتبار سے اسلام میں ''شجرِ ممنوعہ'' کی حیثیت رکھتی ہے۔ بلاشبہ یہ گمراہی کا پہلا زینہ اور شرک کا چور دروازہ ہے۔ ناممکن ہے کہ انسان بدعت میں مبتلا ہونے کے بعد شرک جیسے گناہ عظیم سے محفوظ رہ جائے جس کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ نے مغفرت سے محرومی اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنے کی وعید سنائی ہے............شرک و بدعت کی یہ بیماری مسلمانوں میں اگرچہ صدیوں سے چلی آرہی ہے، مگر اس دور میں یہ وباء بہت شدت سے پھیل گئی ہے۔ یہ بیماری اسلام کے شفاف آئینہ کو مکدرو بےنور کئے ہوئے ہے.........دین کو بچانے کے لئے اس کی بیشی (بدعت) سے بچنا بےحد ضروری ہے۔

بدعت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ دین کا نقاب اوڑھ کر عوام کے سامنے آتی ہے، اور بظاہر اس سے متعلق سارے اعمال اسلام ہی کا حصہ معلوم ہوتے ہیں، مگر درحقیقت یہ اسلام کے نام پر بدترین دھوکہ دہی اور ضلالتِ فکروعمل کا شاخسانہ ہیں۔

شرک و بدعت کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے بعد ہر مسلمان کو شرک و بدعت سے طبعاً وحشت و نفرت ہونی چاہئے، مردمومن کی فطرت شرک و بدعت کے کسی مظہر، رسم، عقیدہ و تصور اور تاویل کو گوارہ کر ہی نہیں سکتی۔ جس طرح نجاست کو دیکھ کر آدمی کی طبیعت میں نفرت و کراہت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے بھی کہیں زیادہ نفرت کا احساس شرک و بدعت کو دیکھ کر ہونا چاہئے۔ اگر کوئی شرک و بدعت کے کاموں میں کوئی معافی، درگذر یا تساہل سے کام لیتا ہے تو اس کے ایمان میں ضرور کھوٹ پائی جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سچے مسلمان کی شان

امام بن شہاب زہریؒ سے روایت ہے کہ ملک شام کے ایک شخص کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حج تمتع کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرے والد نے ایک کام سے منع کیا ہو اور رسول اللہ ﷺ نے اسے سرانجام دیا ہو، تو کیا میرے والد کا حکم مانا جائے گا یا رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی اتباع کی جائے گی؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ اتباع تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان ہی کی کی جائے گی............تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر یہ سن لو کہ رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع کیا ہے۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان تمام اماموں کی شان سے بہت بلند ہے، اگر ان کا حکم پیغمبر اسلام ﷺ کے مقابلے میں نہیں چل سکتا تو دیگر اماموں اور بزرگوں کا کیا مقام؟؟؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر کوئی میرے بعد نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتا......لیکن حکم اور طریقہ صرف رسول اللہ ﷺ کا ہی چلے گا۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ دین کا کام کرتے وقت صرف اور صرف اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ اور فرمان سامنے رکھے......بلکہ جب کسی مولانا یا مفتی صاحب سے مسئلہ پوچھیں تو ان سے بھی عرض کریں کہ مجھے فرمانِ رسول ﷺ ہی کی روشنی میں مسئلہ بتائیں......ہماری فقہ، ہمارا مسلک یا بزرگوں نے فرمایا............کا نام دین نہیں......ہرگز نہیں!

(فرقہ پرستی اور اسلام: از عبداللہ عاجز)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

دین اسلام .... سیدھا اور آسان

دین ہر مسلمان کی قیمتی ترین متاع ہے، دین کے علم کا حصول اور دین پر عمل کا اصل مقصد اللہ رب العزت کی محبت کا حصول ہے۔ اس محبت کے حصول کے لئے اللہ رب العزت نے ایک آسان اور سادہ قاعدہ بتا دیا ہے، ''اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میرے پیغمبر ﷺ کی پیروی کرو''

''اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ'' (آل عمران: ۴۰)

''اگر تم میری محبت چاہتے ہو تو میرے رسول ﷺ کی پیروی کرو۔''

ہر مسلمان زندگی بھر ایسے کام کرنے کی کوشش اور فکر میں رہتا ہے جس کے باعث اسے اللہ کے نبی ﷺ کی محبت نصیب ہو جائے ...... لیکن اسی محبت کے حصول کیلئے ہم بہت سے کام معاشرے کے رسم و رواج سے متاثر ہو کر یا خاندان، برادری اور والدین کی دیکھا دیکھی کرتے ہیں .... یہ رواجی کام کرتے وقت بھی ہر مسلمان کی نیت زیادہ سے زیادہ ثواب اور محبتِ رسول ﷺ کا اظہار ہی ہوتی ہے ...... لیکن اپنی مرضی سے عشق رسول ﷺ کے چراغ جلاتے وقت ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ اسلام کے معنی اپنی مرضی کے نہیں بلکہ سرِ تسلیم خم کر دینے کے ہیں۔ اسلام نام ہے تسلیم و رضا کا ...... مسلمان ہونے کے معنی قرآن کی زبان میں اس طرح ہیں:

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿﴾ (البقرہ: ۱۳۱)

''(ابراہیم علیہ السلام کا حال یہ تھا کہ) جب اس کے رب نے اس سے کہا ''مسلم ہو جا'' تو اس نے فوراً کہا، میں مالکِ کائنات کے لئے مسلم (تابع) ہو گیا ہوں۔''

محبت کا پہلا سبق اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ محبت کا تقاضہ ہے کہ محبوب جہاں روک دے رُک جاؤ، جہاں کہے کھڑے ہو جاؤ کھڑے ہو جاؤ ...... اسی کا نام اسلام ہے ...... اور پھر اسلام ایک ایسا نظام حیات ہے جس میں تمام شعبہ ہائے زندگی کے لئے مکمل رہنمائی موجود ہے ...... ہمارے پاس اسوۂ رسول ﷺ کا ایک ایسا روشن چراغ موجود ہے جس سے دین

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی راتیں بھی دن کی طرح روشن ہیں۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر شعبے میں ایک حیات بخش رہنمائی عطا کی ہے اور اس دستورِ حیات کی وسعت و کشادگی اور مادی و روحانی طور پر مکمل ہونے کا اعلان خالقِ کائنات نے ان الفاظ میں فرمایا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ (المائدہ:۳)

''آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے پسند کر لیا ہے۔''

اس اعلان تکمیل کے بعد اللہ رب العزت نے اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو ذمہ داری سونپ دی کہ میرے بندوں تک اس دین کو بغیر کسی کمی بیشی کے پہنچا دیجئے۔

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ . (المائدہ:۶۷)

''اے پیغمبر ﷺ! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آپ نے پیغام پہنچانے کا حق ادا نہ کیا۔''

دین کی ہر بات اللہ کے پیغمبر ﷺ نے خالقِ کائنات ہی کے بتائے ہوئے طریقے پر طے کر دی۔ اور اپنے عمل سے نمونہ بنا کر بتا دی۔

اسلام کی نگاہ میں آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ مسلمانوں کے لئے ایک کامل و اکمل نمونہ ہے۔ گویا رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ ایک ایسا آئینہ ہے۔ جس میں دیکھ کر ہم اپنے جسم و روح، ظاہر و باطن، قول و فعل، آداب و رسوم غرضیکہ اپنی مادی اور روحانی زندگی کے ہر گوشے کی اصلاح اور درستگی کر سکتے ہیں۔ آج ہم اپنے گھروں اور اپنے گردو پیش پر نظر ڈالیں تو محسوس ہوگا کہ دین کے نام پر کیئے جانے والے اکثر کاموں کا تعلق اصل دین سے نہیں ہے بلکہ ہم نے اپنی مرضی و منشاء، اپنے مسلکوں، اپنی فقہ اور اپنے روحانی سلسلوں کی مجبوریوں کو سامنے رکھ کر دین کا حلیہ بگاڑ دیا ہے............ان گمراہیوں کا اصل سبب دین کے علم کی کمی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کی صحیح معرفت کا نہ ہونا ہے...... یاد رکھنا چاہیے کہ دین کے معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہی آخری اتھارٹی ہیں، اللہ پاک کا حکم ہے..........

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ (الحشر:۷)

''اور جو (طریقہ عملی) تم کو رسول اللہ ﷺ دیں اس کو پکڑ لو''

یعنی اللہ کے پیغمبر ﷺ کی لائی ہوئی شریعت، بتائے ہوئے طریقے میں کسی کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ اپنے ہر کام سے پہلے، عبادت سے پہلے، ریاضت سے پہلے، صدقہ و خیرات سے پہلے، خوشی غمی کے موقعوں پر غرضیکہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے طریقے کو تلاش کرے۔ اسی میں خیر و برکت ہے......اور جو مسلمان کہلانے کے باوجود اپنی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ مبارکہ کو مدنظر نہیں رکھتے اُن کے لئے اللہ کے قرآن نے فیصلہ دے دیا ہے کہ وہ مسلمان ہی نہیں ہیں۔

فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ (النسآء:۶۵)

''تیرے رب کی قسم! یہ اس وقت تک مومن نہ ہوں گے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ ﷺ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر جو آپ ﷺ فیصلہ کر دیں اس پر اپنے دلوں میں تنگی بھی محسوس نہ کریں بلکہ اسے خوشی سے مان لیں۔''

دین ایک قیمتی اثاثہ ہے......اس اثاثہ کی حفاظت ہر مسلمان کا دل و جان سے فرض ہے.......... دین میں بگاڑ کا ایک بہت بڑا سبب دین میں اپنی مرضی سے کمی بیشی ہے۔ جسے غلو کا نام دیا گیا ہے۔ غلو عبادات میں ہو یا شخصیات میں، بگاڑ سے خالی نہیں ہے۔ اسی لئے تو ہماری شریعت تمام شعبوں میں غلو کو ناپسند کرتی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ: ''تین صحابہ میں سے ایک نے دن کو ہمیشہ روزہ رکھنے کا عہد کیا، دوسرے نے رات بھر عبادت میں مشغول رہنے کا اور تیسرے نے ہمیشہ مجرد (غیر شادی شدہ) رہنے کا.......... بظاہر یہ سب کام نیکی کے تھے لیکن یہ دین میں افراط و تفریط تھی.......... چنانچہ حضور ﷺ نے ان خودساختہ نیکیوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناپسند کرتے ہوئے صحابہ کو روک دیا۔اس طرح کی بیشمار مثالیں موجود ہیں جنہیں اسلام نے ناپسند کیا ہے۔اسی طرح کسی بزرگ یا مجتہد یا صحابی کو امام معصوم بنا دینا اللہ کے رسول ﷺ کو اللہ کا شریک یا الہ بنا دینا، کسی حضرت صاحب یا پیر صاحب کی محبت میں اتنا غلو کرنا کہ نیکی کا کوئی کام ان کی اجازت کے بغیر نہ ہو......اللہ تعالیٰ ہمیں دین کے بارے میں غلو سے بچائے۔

اللہ تعالیٰ ان گنت رحمتیں برسائے......فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالغفار حسن حفظہ اللہ پر جنہوں نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ کے دین کی خدمت میں صرف کیا......1973ء میں مولانا نے دین کی حفاظت اور غلو سے بچنے کے لئے کراچی کے ایک دینی مدرسہ بحر العلوم میں ایک بڑا ہی فکر انگیز لیکچر ارشاد فرمایا جو بعد ازاں افادہ عام کیلئے طبع کیا گیا......یہ گراں قدر تحریر مسلمانوں کیلئے ایک بڑی عظیم رہنمائی ہے تاکہ وہ اپنے دین کو خود ساختہ کمی بیشی کے عذاب سے بچا سکیں۔ جب دوبارہ طبع کرنے کا مرحلہ آیا تو برادرِ گرامی مولانا محمد خالد سیف حفظہ اللہ نے اپنی ایک گراں قدر تحریر ''اعتدال کی راہ'' سے نوازا تاکہ یہ مختصر سا کتابچہ مسلمان بھائیوں کو دین، ثواب اور عشقِ رسول کے نام پر ہونے والے ایسے کاموں سے بچا سکے جن کا اسوۂ رسول ﷺ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں بلکہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے تمام کام بجائے ثواب کے الٹا اللہ کی ناراضگی کا سبب بننے والے ہیں۔

یہ مختصر کتابچہ فکر و نظر کی ایک ایسی روشنی لئے ہوئے ہے جسے پڑھنے والے بھائی/بہنیں دین میں ہر طرح کی من گھڑت کمی بیشی سے بچ سکتے ہیں۔اللہ کریم سے دعا ہے اس کوشش کو ہمارے اور قارئین کے لئے باعث ہدایت و رہنمائی بنائے۔

آخر میں میں اپنے محترم بھائی خالد اشرف صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے طارق اکیڈمی کو بے شمار علمی نوادارت کی طرح یہ قیمتی کتابچہ بھی اشاعت کے لئے عنایت کیا۔اللہ تعالیٰ تمام بزرگوں، دوستوں اور اکیڈمی کے معاونین کو اجرِ عظیم سے نوازے۔

محمد سرور طارق (ڈائریکٹر)
طارق اکیڈمی، فیصل آباد

محرم الحرام 1425ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین میں بگاڑ کا سبب......غلو

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ﴾ (المآئدة:٧٧)

سورۂ مآئدہ کی آیت نمبر 77 ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے:

''اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو مت کرو، ناحق طور پر اور نہ پیروی کرو ان لوگوں کی خواہشات کی جو پہلے سے گمراہ ہو چکے ہیں، جنہوں نے بہت سوں کو گمراہ کر ڈالا ہے اور خود بھی سیدھے راستے سے بھٹک گئے ہیں''

جیسا کہ دعوت ناموں میں لکھا گیا ہے، آج کے درسِ قرآن وحدیث کا عنوان یہ ہے [1] کہ اسلام یا دین میں افراط وتفریط کا کیا مقام ہے؟ اس کا کیا درجہ ہے؟ اس کی کیا حیثیت ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟ ......افراط کا دوسرا نام غلوّ ہے۔ غلو کے معنی ہیں حد سے بڑھ جانا، مثلاً اگر کسی چیز کا وزن پاؤ بھر ہے اور ہم کہیں کہ سیر بھر ہے تو یہ غلو کی ایک شکل ہے۔ یا شریعت میں ایک کام ہے تو مستحب کے درجہ میں، یعنی ایک پسندیدہ کام ہے، مگر اسے فرض اور واجب کا درجہ دے دیا جائے تو یہ بھی ایک طرح کا غلو ہے۔ ایک چیز حلال ہے اور اسے اپنے اوپر حرام کر لیا جائے، دین داری یا تقویٰ کے خیال سے تو یہ بھی غلو ہے۔ غرض کسی چیز یا کسی بات کو جائز حد سے بڑھانا ''غلوّ'' ہے۔

انسانی زندگی کے لحاظ سے ''غلوّ'' کی دو بڑی قسمیں ہیں:

---

[1] ...... یہ بصیرت افروز تقریر ۱۲ سال پہلے ''رباط العلوم الاسلامیہ'' کراچی کی ایک تقریب میں کی گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① تقویٰ اور تدیُّن (دین داری) میں غلو

غلو کی ایک شکل وہ ہے جو تقویٰ اور دین داری کے نام پر ہوتی ہے۔ بعض احادیث میں اس امر کی تشریح ہے کہ تقویٰ، دین داری اور روحانیت کی طلب میں غلو کیسے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی مثالیں آپ کے سامنے آئیں گی۔

② شخصیات میں غلو

دینی شخصیات، خصوصاً وہ شخصیات جنہوں نے اپنے دور میں دین کی نمایاں خدمت کی ہو، ان کے مرتبے کو حد سے بڑھا دینا غلو فی الشخصیات (یعنی شخصیات میں غلو) کہلاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جسے شخصیت پرستی بھی کہہ سکتے ہیں۔ خدا پرستی کی بجائے شخصیت پرستی غلو فی الشخصیات ہے۔

مختصر یہ ہے کہ انسان یا تو تقویٰ اور دین داری میں غلوّ کرتا ہے یا شخصیات میں۔ دونوں ہی شریعت کی نگاہ میں مذموم اور ناپسندیدہ ہیں۔ انسانی زندگی کے کئی شعبے یا پہلو ہیں۔ مثلاً روحانی، معاشی، معاشرتی، سیاسی اور اخلاقی ہر شعبے میں غلو کیا جا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے غلو اتنا وسیع مضمون ہے کہ ایک نشست میں سمیٹا نہیں جا سکتا۔ تاہم کوشش کی جائے گی کہ اس کے بارے میں موٹی موٹی اور اہم باتیں آپ کے سامنے آ جائیں۔

غلو، کا لفظ عربی زبان میں غَلَا یَغْلُوْ سے ہے، جس کے معنے ہیں: حد سے بڑھ جانا۔ اسی کا ایک مصدر غَلَاءٌ (ہمزہ کے ساتھ) آتا ہے، جس کے معنی ہیں، چیزوں کی قیمتوں میں گرانی پیدا کرنا۔ مثلاً غَلَا السِّعْرُ کے معنی ہیں: بھاؤ چڑھ گیا، اب صورت حال یہ ہے کہ چیزوں کی قیمتیں بڑھ جائیں تو ہر شخص پریشان ہو جاتا ہے مگر دین میں غلو ہو جائے تو کسی کو پرواہ تک نہیں ہوتی، اس لئے کہ دلوں میں دین کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔

اصل میں فعل تو ایک ہی ہے، غَلَا، مگر اس کے مصدر دو ہیں ایک غَلَاء جس کے معنے ہیں قیمتوں کا بڑھنا اور دوسرا غلو، جس کے معنی ہیں کسی کو قدر و منزلت اور تعظیم و اکرام کے لحاظ سے حد سے بڑھانا ایک اور فعل ہے، غَلٰی یَغْلِیْ غَلْیَانًا جس کے معنی ہیں ہنڈیا کا جوش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں آنا۔ مثلاً غَلَتِ الْقِدْرُ کے معنی ہیں ہنڈیا میں ابال آیا۔ انسان جب غصہ میں حد سے بڑھ جائے تو کہتے ہیں: قَدْغَلٰی غَضَبُهٗ غَلْیَانًا، یعنی اس کا غصہ حد سے بڑھ گیا، وہ غصے سے اس طرح کھولنے لگا جیسے آگ پر رکھی ہوئی ہنڈیا کھولتی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ لغت کے لحاظ سے غلو کا لفظ حد سے بڑھنے کے لئے آتا ہے۔ یہ حد سے بڑھنا خواہ تعظیم وتوقیر کے لحاظ سے ہو، یا توہین کے لحاظ سے، یا کسی اور شکل میں ہو۔

دعوت ناموں میں جو افراط وتفریط کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، یہاں ان کی وضاحت بھی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ افراط غلو کا ہم معنی ہے۔ اَفْـرَطَ يُـفْـرِطُ اِفْرَاطًا کے معنی ہیں حد سے بڑھ جانا، چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے:

كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا تھا)

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ فرعون کے پاس جاؤ، تو انہوں نے عرض کیا:

رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْاَنْ يَّطْغٰى. (طٰہٰ:۴۵)

''اے ہمارے پروردگار ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا یا سرکشی کرے گا''

تفریط کے معنی کم کرنے کے ہیں۔ اگر کسی کا وزن سیر بھر ہو اور آپ اسے آدھا سیر کہیں تو یہ تفریط ہے۔ افراط کا لفظ اردو میں بھی بولا جاتا ہے، چنانچہ جب کرنسی یعنی کاغذی نوٹوں میں اضافہ ہو جاتا ہے تو آپ اسے افراطِ زر کہتے ہیں۔ افراط مستلزم ہے تفریط کو۔ افراطِ زر کی وجہ سے تفریط کہاں ہوتی ہے؟ سونے کی مقدار میں۔ حکومت کے پاس سونے کی مقدار میں کمی واقع ہو جاتی ہے تو کاغذی سکے بڑھ جاتے ہیں۔ غرض اگر ایک جانب افراط کی جائے گی تو دوسری طرف تفریط ہو جائے گی۔ تفریط کا لفظ قرآن مجید میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس روک لیا تو سوتیلے بھائیوں میں سے سب سے بڑے نے کہا:

وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ یعنی ''اس سے پہلے تم سے یوسف کے معاملہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جو بڑی کوتاہی ہو چکی ہے" اس کو دیکھتے ہوئے میری تو ہمت نہیں پڑتی کہ بنیامین کو چھوڑ کر باپ کے سامنے جاؤں۔ ایک اور جگہ پر آتا ہے:
مَافَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ "یعنی ہم نے اس کتاب میں کوئی کمی نہیں رکھی، یہ کتاب کامل ہے" ایک اور مقام پر آتا ہے، قیامت کے دن مجرمین کہیں گے: "يَـا حَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللّٰهِ "یعنی ہائے افسوس، ہم نے اللہ کی اطاعت میں کوتاہی کی"

یہ مختصر مثالیں ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ افراط کے معنی ہیں زیادتی اور تفریط کے معنی ہیں کم کرنا۔ غلو اور افراط دونوں ہم معنی الفاظ ہیں۔ جب انسان دین میں اپنی طرف سے اضافہ کرتا ہے تو یہ غلو کی ایک شکل ہوتی ہے۔ جب تک انسان قرآن وحدیث کے احکام پر چلتا رہتا ہے، اپنے آپ کو صراط مستقیم پر قائم رکھتا ہے اور افراط وتفریط سے اپنے آپ کو بچائے رکھتا ہے تو وہ دین کے مطابق عمل کرتا ہے۔ لیکن جب شریعت کا دامن چھوڑ دیتا ہے اور اپنی خواہشات یا گمراہ قوموں کی خواہشات کی پیروی کرنے لگتا ہے تو وہ دین میں اضافہ کرتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ وہ اضافہ ہی اصل دین بن جاتا ہے اور اصل دین کا دامن ہاتھوں سے چھوٹ جاتا ہے، جس کی بہت سی مثالیں ہمارے اور آپ کے سامنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَلَا تَتَّبِعُوْا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ

"یعنی ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو تم سے پہلے گمراہ ہو چکے ہیں"

اس آیت میں خطاب نصاریٰ سے ہے جو رسولِ اکرم ﷺ کے زمانے میں پائے جاتے تھے۔ قوم سے یہاں اشارہ پال اور اس کے ساتھیوں کی طرف ہے، جنھوں نے نصرانیت کا حلیہ بگاڑا اور تثلیث کا عقیدہ جاری کیا اور نصرانیت میں داخل ہونے سے پہلے وہ جن گمراہیوں میں مبتلا تھے، انہی گمراہیوں کو نصرانیت کا جامہ پہنانے کی کوشش کی۔ اس طرح خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اس آیت میں نصاریٰ کو ہدایت دی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے کہ اصل کتاب انجیل، جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، اس کی پیروی کرو۔ انجیل کی پیروی کے معنی دراصل قرآن مجید کی پیروی ہے، کیونکہ بائبل میں حضرت محمد ﷺ کے بارے میں پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ کسی گمراہ شخص یا گمراہ قوم کی پیروی کرنا بھی غلو ہی کی ایک شکل ہے۔ اس کی وجہ سے انسان سیدھے راستے سے بھٹک جاتا ہے۔

اس آیت میں خطاب اگرچہ اہلِ کتاب سے ہے، لیکن مراد نصاریٰ ہیں یہود اور نصاریٰ میں فرق یہ ہے کہ یہود میں تفریط بھی ہے اور افراط بھی، لیکن تفریط نمایاں ہے۔ اس کے برعکس نصاریٰ میں افراط نمایاں ہے عبادت میں غلو، تدین میں غلو اور شخصیات میں غلو۔ یہود کے بارے میں قرآن مجید میں آتا ہے: وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ (یہود نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے) انہوں نے ایک طرف شخصیات میں غلو کیا اور اللہ کے ایک نبی کو اللہ کا بیٹا بنا دیا۔ دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تفریط کی، وہ انہیں شریف انسان ماننے کے لئے بھی تیار نہیں۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر گھناؤنے الزام لگائے، یہ تفریط ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں یہود کے لئے اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کا لفظ آیا ہے۔ سورۂ فاتحہ میں آتا ہے کہ "پروردگار، ہمیں ان کا راستہ دکھا جو مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ نہیں ہیں۔ مغضوب علیہم کی پہلی صفت میں کون لوگ آتے ہیں؟ یہودی، اس کے بعد آتا ہے: وَلَا الضَّآلِّيْنَ، یعنی اور نہ ہمیں بھٹکنے والوں کی راہ پر چلا" بھٹکنے والوں (اَلضَّآلِّيْن) سے مراد نصاریٰ ہیں۔

غرض، دین کے معاملے میں نہ افراط مطلوب ہے اور نہ تفریط۔ دونوں ناپسندیدہ ہیں۔ تفریط سے فسق و فجور پیدا ہوتا ہے، الحاد اور کفر پیدا ہوتا ہے اور افراط سے شرک پیدا ہوتا ہے، بدعتیں رونما ہوتی ہیں اور بدعت کا مٹانا بڑا مشکل کام ہے۔ بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ شراب حرام ہے، لیکن پیتے ہیں، غلط ماحول کے زیرِ اثر یا غلط عادت کی بنا پر۔ مگر وہ شراب نوشی کو دین نہیں سمجھتے۔ یہ فسق ہے۔ لیکن جو لوگ شراب نوشی یا منشیات کے استعمال کو دین سمجھتے ہیں، جیسا کہ آج کل بعض مزاروں پر ہوتا ہے تو یہ بدعت ہے۔ اس کو روکنا، اس پر نکیر کرنا بڑا مشکل کام ہے، کیونکہ اسے دین کا جزء بنالیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین کے خلاف کچھ کہنا، ان کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے، اس لئے بدعت فسق سے زیادہ خطرناک ہے۔ بدعت افراط وتفریط ہی سے پیدا ہوتی ہے اور یہی بدعت بڑھتے بڑھتے شرک کی طرف لے جاتی ہے۔

قرآن مجید نے اہل کتاب کو مخاطب کر کے کہا ہے:

يَآهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ (النسآء: ۱۷۱)

''اے اہل کتاب، اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا اور کوئی بات منسوب نہ کرو۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم تو بس اللہ کے ایک رسول اور اس کا ایک کلمہ ہیں''

قرآن میں، دو جگہ اہل کتاب کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ (یعنی دین میں غلو نہ کرو) ایک (سورۂ نساء:۱۷۱) میں اور دوسرے (المآئدہ:۷۷) میں دونوں جگہ فرمایا کہ ''دین میں غلو مت کرو۔ عیسیٰ علیہ السلام، مریم کے بیٹے ہیں، ان کو خدا مت بناؤ، یہ غلو فی الشخصیات ہے، کسی فقیہ یا مجتہد یا صحابی کو امام معصوم بنا دینا، اللہ کے نبی اور رسول کو خدا کا شریک یا خدا بنا دینا، جس بزرگ کی صرف تعظیم مطلوب ہو، اس کی عبادت شروع کر دینا یہ اور اس طرح کے سارے کام غلو فی الشخصیات میں داخل ہیں اور ناپسندیدہ ہیں۔

شخصیات میں غلو کی طرح تقویٰ، دین داری اور عبادات میں غلو بھی شریعت کی نگاہ میں نہایت ناپسندیدہ ہے۔ اب میں آپ کے سامنے چند حدیثیں پیش کروں گا جن سے اندازہ ہوگا کہ غلو فی العبادات شریعت میں کس قدر ناپسندیدہ ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَاَةٌ فَقَالَ: مَنْ هٰذِهٖ؟ قَالَتْ: هٰذِهٖ فُلَانَةٌ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا ـ قَالَ: مَهْ! عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ. فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَكَانَ اَحَبُّ الدِّيْنَ اِلَى اللّٰهِ مَادَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ ـ (البخاری، الفتح:۱ (۴۳)، مسلم (۷۸۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو ان کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: یہ فلاں عورت ہے جس کی نماز کا بڑا چرچا ہے (یعنی بڑی نمازن ہے، دن رات نفل پڑھتی رہتی ہے، رات کو بھی نہیں سوتی) آپ نے فرمایا: یہ کسی تعریف کی مستحق نہیں ہے۔ (فرائض کے علاوہ) اتنی عبادت کرو جتنی کہ تم میں طاقت ہو۔ اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا، تم خود ہی اکتا جاتے ہو۔ یعنی عبادت کرتے کرتے انسان بوڑھا ہو جاتا ہے، تھک جاتا ہے اور پھر وہ خود ہی عاجز آ جاتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے عاجز نہیں آتا۔ وہ تو بہت ثواب دینے والا ہے۔

دین کے کاموں میں پسندیدہ نفلی عبادت وہ ہے، جس پر عبادت گزار ہمیشہ قائم رہ سکے۔ (یعنی جو پابندی کے ساتھ ادا کی جا سکے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ آدمی چند روز تو خوب لمبی لمبی نمازیں پڑھے اور پھر تھک کر بیٹھ جائے۔ آدمی میں جتنی طاقت ہو، اسی کے مطابق عبادت کرے اور پھر اس عبادت پر مداومت اختیار کرے)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰی بُیُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْ هَا قَالُوْا: اَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَاتَاَخَّرَ. قَالَ اَحَدُهُمْ: اَمَّا اَنَا، فَاُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدًا، وَقَالَ الْاٰخَرُ: وَاَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ اَبَدًا وَّ لَا اُفْطِرُ، وَقَالَ الْاٰخَرُ وَاَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ، لٰكِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ، وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ. (البخاری، الفتح
:۹(۵۰۶۳) مسلم (۱۴۰۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمیوں نے رسولِ اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے گھر پر دستک دی اور نبی ﷺ کی عبادات کے بارے میں پوچھا (کہ آپ دن رات میں کتنی عبادت کرتے ہیں؟) جب انہیں (آپ کی نمازوں اور آپ کی تہجد کی ساری) تفصیل بتائی گئی تو انہوں نے اسے بہت ہی ہلکا سمجھا، بولے کہاں ہم اور کہاں نبی ﷺ؟ (آپ کا مقام بہت اونچا ہے) آپ کی تو اگلی پچھلی ساری خطائیں معاف ہیں۔ (یعنی آپ سراپا عصمت ہیں اور ہم سراپا معصیت...... ہمارا اور آپ کا کیا مقابلہ! آپ کی تھوڑی سی عبادت بھی بہت افضل ہے۔ مگر ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم زیادہ عبادت کریں) ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ساری ساری رات عبادت میں گزاروں گا (اور پل بھر بھی نہیں سوؤں گا۔ میرے لئے بستر پر لیٹنا حرام)...... دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزے رکھوں گا کبھی ناغہ نہیں کروں گا۔ (رمضان کے روزے تو ہیں ہی فرض، باقی گیارہ مہینے بھی روزے سے رہوں گا)...... تیسرے نے کہا میں عمر بھر مجرد رہوں گا، شادی بیاہ کے جھنجھٹ میں نہیں پڑوں گا۔ (اس میں پڑنے کے بعد عبادت کا لطف جاتا رہتا ہے)...... اسی اثناء میں رسول اکرم ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے یہ یہ باتیں کہی ہیں؟ (بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ ہم آپ کے گھر سے آ رہے ہیں، پھر ساری صورت حال بیان کی اور جو کچھ انہوں نے طے کیا تھا، وہ بھی آپ سے عرض کر دیا) حضور ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم، میں تم سب سے زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈرنے والا ہوں، تاہم میرا یہ حال ہے کہ میں روزے بھی رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ (یعنی میری بیویاں بھی ہیں) تو سنو! جس نے میرے طریقے سے منہ پھیرا، وہ میری امت میں شمار نہیں ہو سکتا اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

یہ حدیث قابلِ غور ہے۔ تین صحابہ میں سے ایک نے دن کو ہمیشہ روزہ رکھنے کا عہد کیا، دوسرے نے رات بھر عبادت میں مشغول رہنے کا اور تیسرے نے مجرد رہنے کا۔ یہ سب کام نیکی کے تھے لیکن دین میں افراط و تفریط تھی، جس سے بدعت کا آغاز ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے انہیں اس غلو سے بڑی سختی سے روک دیا۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ. فَقَالَ: مَاهٰذَا الْحَبْلُ؟ قَالُوْا هٰذَا حَبْلٌ لِّزَيْنَبَ، فَاِذَافَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، حُلُّوْهُ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَاِذَافَتَرَ فَلْيَقْعُدْ۔

﴿صحيح البخاري، كتاب التهجد (١١٥٠)﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی بندھی ہوئی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا: یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ زینب (ایک صحابیہ) کی رسی ہے۔ (رات بھر عبادت کرتی ہیں) کھڑی کھڑی تھک جاتی ہیں تو رسی کا سہارا لے لیتی ہیں (یعنی رسی کے سہارے کھڑی ہوتی ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ”رسی کھول دو۔ نماز اسی وقت تک پڑھنی چاہئے جب تک تم میں نشاط اور تروتازگی باقی رہے۔ جب تھک جاؤ تو آرام کرو (سو جاؤ)“

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں غُلو فِي الْعِبَادَة کوئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پسندیدہ چیز نہیں، بلکہ بدعت ہے، جو گمراہی ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس کا سدباب فرمایا۔عبادت میں غلو نصاریٰ کی نمایاں خصوصیت ہے۔ انہوں نے رہبانیت ایجاد کی، ترکِ دنیا کا طریقہ رائج کیا، پہاڑوں میں بسیرا کرلیا، غاروں میں گھس کر بیٹھ گئے، کسی نے اس طرح ہاتھ کھڑا کردیا کہ کھڑا کھڑا ہی سوکھ کر بے جان ہوگیا۔کوئی سالہا سال ایک پاؤں پر کھڑا رہا ہے یا بیٹھا رہا ہے۔ یہ سب غلو فی العبادۃ کی شکلیں ہیں جو اسلام کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہیں۔ ہمارے ہاں بھی بعض نادان، ہندو جوگیوں اور عیسائی راہبوں کی دیکھا دیکھی اس قسم کے افراط وتفریط کو نیکی سمجھ لیتے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب سرگودھا سے نکلے کہ پیدل چل کر حج کریں گے اور ہر فرلانگ پر یا ایک میل چلنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھیں گے۔ جہاں دو رکعت نماز ادا کرنے کے لئے ٹھہرتے، لوگ جمع ہو جاتے کہ ''بڑا اللہ والا ہے'' حج کے مبارک سفر پر جارہا ہے اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دو رکعت نفل پڑھتا ہے۔معلوم نہیں ان صاحب کی نیت کیا تھی۔ بہرحال خوب واہ واہ اور آؤ بھگت ہوئی۔معلوم نہیں کہ منزل مقصود پر پہنچے بھی یا نہیں۔ ہاں ان کی عبادت اور دین داری کا اخباروں میں تو چرچا ہوگیا اور شہرت بھی ہوگئی۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا۔(صحیح مسلم)

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا تو آپ کی نماز میانہ روی کی مثال ہوتی تھی اور آپ کا خطبہ بھی اعتدال کا نمونہ ہوتا تھا۔''

گویا حضور ﷺ نماز اور خطبہ دونوں میں اعتدال کا خیال رکھتے تھے۔ ایسا نہیں کہ گھنٹوں بول رہے ہیں کہ لوگ اکتا جائیں، خاص طور پر جمعہ میں ہمارے ہاں خطبے بڑے لمبے ہوتے ہیں۔لوگ آکر بندھ جاتے ہیں۔ بیٹھے ہوئے اونگھ رہے ہیں اور خطبہ ہے کہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ مسجد نبوی ﷺ میں اور بیت اللہ میں خطبہ زیادہ سے زیادہ آدھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھنٹے کا ہوتا ہے، ① یعنی مختصر بات مطلب یہ ہے کہ خطبوں اور تقریروں میں خطبہ درمیانی ہونا چاہئے اور یہی طریقہ نماز باجماعت میں اختیار کرنا چاہیے کہ نہ بہت لمبی ہو اور نہ اتنی جلدی جلدی ادا کی جائے کہ خیال گزرے کہ سبحان اللہ بھی تین دفعہ پڑھی یا نہیں۔ اس طرح سجدے پر سجدہ کیا جارہا ہے جیسے مرغ ٹھونگے ماررہا ہے اور جسے حدیث میں کَنَقْرِ الدِّیْکِ (جیسے مرغ کا ٹھونگے مارنا) کہا گیا ہے۔ یہ تفریط ہے عبادت میں اور افراط یہ ہے کہ امام صاحب سجدے میں ایسے گئے، گویا سو گئے۔ باجماعت فرض نماز میں بہت لمبے لمبے سجدے نہیں کرنا چاہئیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں) کی عادت تھی کہ وہ عشاء کی نماز حضور اکرم ﷺ کی اقتدا میں پڑھتے تھے، پھر اپنے علاقے میں جا کر اپنی قوم کو عشاء کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اسی طرح عشاء کی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ سورہ بقرہ بہت لمبی سورت ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو لطف آرہا ہوگا۔ پڑھتے ہی چلے گئے ایک کسان جو دن بھر کھیت پر کام کرتا رہا تھا، وہ بھی جماعت میں شریک تھا۔ سورۂ بقرہ سن رہا تھا ایک رکوع دو رکوع، تین رکوع، سوچتا تھا کہ بس اس رکوع پر تلاوت ختم کر دی جائے گی۔ مگر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تھے کہ رکوع پر رکوع تلاوت کئے جارہے تھے۔ بے چارے کسان نے جب دیکھا کہ امام صاحب رکوع میں جانے کا نام ہی نہیں لیتے تو اس نے امام کی اقتداء چھوڑ دی اور جلدی جلدی نماز پوری کی اور گھر جا کر سو گیا۔..... یہ قصہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا

① آج کل اکثر خطباء کرام کے خطبے بہت زیادہ طویل ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نمازیوں کی اکثریت نے نماز کے لئے بہت تاخیر سے آنا شروع کر دیا ہے اور جو پہلے آتے ہیں وہ بیٹھے اونگھتے رہتے ہیں۔ خطباء حضرات کو چاہئے کہ وہ حالات و واقعات کی مناسبت سے قرآن وحدیث کی روشنی میں مختصر مگر جامع خطبہ ارشاد فرمائیں۔
اس سلسلے میں خطباء حضرات کے لئے ایک بے نظیر کتاب...... "جمعۃ المبارک (احکام و آداب)"...... پروفیسر ڈاکٹر نزار بن عبدالکریم ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ ......ترجمہ جار اللہ ضیاء...... فاضل مدینہ یونیورسٹی......ناشر طارق اکیڈمی......فیصل آباد......کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو حضور ﷺ نے اس کسان سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے سورہ بقرہ شروع کر دی تھی میں دن بھر کھیت پر محنت مشقت کرنے کے بعد تھکا ہارا لوٹا تھا۔ میرے لئے اتنی لمبی نماز میں شامل رہنا بے حد مشکل تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر غصے میں فرمایا اَفَتَّانٌ اَنْتَ یَامُعَاذُ (اے معاذ تم لوگوں کو فتنے میں ڈالنے والے ہو؟) تم نے اتنی لمبی سورہ شروع کر کے مقتدیوں کو آزمائش میں ڈال دیا۔ دیکھو وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی یا اسی طرح کی اور سورتیں مثلاً سورہ اعلیٰ یا سورۃ الغاشیہ پڑھ لیا کرو۔ لمبی لمبی سورتیں مت پڑھا کرو۔ امام کے پیچھے ضعیف بھی ہوتے ہیں، کمزور اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں، غرض ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ہر ایک کا خیال رکھنا چاہیئے۔ حضور ﷺ نے غلو فی التقویٰ یا غلو فی الدین یا غلو فی العبادۃ کا سدِ باب فرمایا۔ نماز میں اس قدر دیر کرنا کہ لوگ تھک کر پریشان ہو جائیں، غلط ہے۔ اسی طرح نماز میں جلد بازی بھی غلط ہے۔

ایک اور حدیث سنئے!

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ: اٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً. فَقَالَ لَهَا مَاشَأْنُكِ؟ قَالَتْ: اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ، لَیْسَ لَهٗ حَاجَةٌ فِی الدُّنْیَا. فَجَاءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ، فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا، فَقَالَ لَهٗ: كُلْ قَالَ: فَاِنِّیْ صَائِمٌ. قَالَ: مَا اَنَا بِاٰكِلٍ حَتّٰی تَاْكُلَ. قَالَ فَاَكَلَ فَلَمَّا كَانَ الَّیْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ یَقُوْمُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ اٰخِرِ الَّیْلِ، قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْاٰنَ فَصَلَّیَا، فَقَالَ لَهٗ سَلْمَانُ اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَیْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَلِاَهْلِكَ عَلَیْكَ حَقًّا، فَاَعْطِ كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ. فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. صَدَقَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَلْمَانُ ۔(البخاری، الفتح ۴ (۱۹۶۸)

حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے (ہجرت کے بعد) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالدرداؓ رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کر دیا تھا۔ (ایک دفعہ) حضرت سلمان فارسیؓ (اپنے دینی بھائی) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے ان کے گھر گئے تو دیکھا کہ ام الدرداء رضی اللہ عنہا بہت ہی میلا کچیلا اور نہایت معمولی لباس پہنے ہوئے ہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تمہارا کیا حال ہے؟ میلے کچیلے کپڑے کیوں پہن رکھے ہیں؟ بولیں تمہارے بھائی ابوالدرداء کو دنیا کی طرف کوئی رغبت نہیں (بیوی بچوں، بلکہ سب کی طرف سے بے نیاز ہیں) اتنے میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اس کے بعد دستر خوان بچھایا گیا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا کھاؤ اس پر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا ”میں روزے سے ہوں“ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہارے بغیر نہیں کھاؤں گا (ناچار ابوالدرداء نے روزہ توڑ دیا اور مہمان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے) رات ہوئی تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نماز (نفل) پڑھنے کے لئے کھڑے ہونے لگے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا ”ابھی سو رہو، رات کے پچھلے پہر کو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے انہیں جگایا، چنانچہ دونوں نے تہجد کی نماز پڑھی۔ پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ”اے ابودارداء تمہارے پروردگار کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، تو جس جس کا تم پر حق ہے سب کو ادا کرو۔“ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلمان رضی اللہ عنہ کی بات بیان کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”سلمان نے سچ کہا۔“

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ زہد و تقویٰ میں حد سے بڑھ گئے تھے۔ اسلام کی نگاہ میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ کوئی پسندیدہ بات نہیں۔ چنانچہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے انہیں دین میں غلو کرنے سے روکا اور حضور اکرم ﷺ نے بھی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے کردار کو سراہا۔ اسلام اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ آپ گھر بار چھوڑ کر تبلیغ کے لئے نکل جائیں اور بیوی بچوں کا کوئی پرسان حال نہ ہو۔ دن رات مصلے پر بیٹھے ہیں، نوافل پڑھ رہے ہیں، پتہ نہیں کہ گھر میں کھانے، پینے کا سامان بھی ہے یا نہیں۔ اسلام اعتدال کی راہ پر چلنے کا حکم دیتا ہے۔ جو صحابہ اہل و عیال اور دوست واحباب، سب کو چھوڑ کر دن بھر روزہ رکھتے تھے اور راتوں کو عبادت کرتے تھے، آنحضرت ﷺ نے انہیں ہدایت کی کہ ''تم ایسا نہ کرو۔ تم پر تمہارے بیوی بچوں کا بھی حق ہے، تمہارے مہمان کا بھی حق ہے، تمہاری جان کا بھی حق ہے، تمہاری آنکھ کا بھی حق ہے، اس سے ظاہر ہوا کہ اسلام کی نظر میں عبادت ان حقوق کا بجالانا ہے، ان کا ترک کردینا نہیں۔ ان کو ترک کر کے نماز روزے ہی میں لگے رہنا ''غلو فی الدین'' ہے جو اسلام میں ممنوع ہے۔

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کا ہے، جو نہایت عابد وزاہد صحابی تھے۔ انہوں نے یہ عہد کر لیا تھا کہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھیں گے اور رات بھر عبادت کریں گے۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا۔ حضرت عبداللہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کس طرح روزے رکھوں؟ فرمایا مناسب طریقے سے رکھو۔ ہر مہینے میں تین روز یعنی تیرہویں چودہویں اور پندرھویں تاریخوں میں روزہ رکھ لیا کرو، تو مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (یعنی، جس نے ایک نیکی کی، اسے دس نیکیاں مل گئیں) کے مطابق آپ کو ان تین روزوں پر تیس روزوں کا ثواب مل جائے گا'' حضرت عبداللہ کہتے ہیں، میں نے کہا اَنَا اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ (یعنی، میں اس سے زیادہ رکھ سکتا ہوں) فرمایا صُمْ صَوْمَ دَاوٗدَ (یعنی حضرت داود علیہ السلام کا طریقہ اختیار کر لو، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن ناغہ کرو) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھ میں اس سے زیادہ روزے رکھنے کی طاقت ہے'' اس پر حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ صَامَ الدَّهْرَ فَلَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ (یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو ہمیشہ روزے سے رہتا ہے گویا اس نے روزہ رکھا ہی نہیں اور نہ افطار کیا) حضرت عبداللہ ﷛ جب بوڑھے ہو گئے تو پچھتاتے تھے کہ کاش رسول اللہ ﷺ کے مشورے کو مان لیتا اور مہینے میں تین ہی روزے رکھا کرتا تو میرے لئے اچھا ہوتا۔ اب بڑھاپے میں ایک دن افطار اور ایک دن روزہ رکھنا مشکل ہے اور دل یہ بھی نہیں مانتا کہ جو کام جوانی میں شروع کیا تھا، وہ بڑھاپے میں چھوڑ دوں۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے ''میں قرآن مجید پڑھتا ہوں اور ہر رات کو ایک قرآن ختم کرنا چاہتا ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں کہنے لگے ''تین دن میں؟ فرمایا نہیں ایک مہینے میں ختم کر لیا کرو۔ بولے اَنَا اُطِیْقُ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ (یعنی میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں'' آپ ﷺ نے فرمایا اچھا بیس دن میں ختم کر لیا کرو، حضرت عبداللہ ﷛ نے عرض کیا، ''مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے'' فرمایا'' اچھا، دس دن میں ختم کر لیا کرو۔ اس سے زیادہ نہیں،'' یہ صحیح حدیث ہے۔

بات یہ ہے کہ قرآن مجید کا پڑھ لینا ہی کافی نہیں، اسے سمجھنا بھی چاہئے۔ لوگ اسے بڑا کمال سمجھتے ہیں کہ فلاں شخص نے ایک رات میں پورا قرآن ختم کر لیا۔ رمضان میں شبینے ہوتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ حافظ حضرات کی تلاوت سے مقتدیوں کے پلے یَعْلَمُوْنَ، تَعْلَمُوْنَ کے سوا کچھ نہیں پڑتا۔ پھر بھی اسے بہت بڑی عبادت سمجھا جاتا ہے مگر یہ غلو فی الدین کی مثال ہے جو شریعت کی نگاہ میں بہت ناپسندیدہ ہے۔ شبینہ گویا تلاوت قرآن کا مقابلہ ہوتا ہے۔ ایک قاری آتا ہے اور کچھ دیر تک تلاوت کرتا ہے اور اس کے بعد دوسرا آتا ہے اور پھر تیسرا۔ لوگ تماشائیوں کی طرح بیٹھے ہر قاری کی قرأت پر تبصرہ کرتے رہتے ہیں کہ کس کی آواز اچھی ہے اور کس کا ترنم زوردار اور زیادہ دلکش ہے۔ ہر قاری کو نمبر دیئے جا رہے ہیں کیا یہ دین ہے؟ مصری قاری عبدالباسط قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو بعض لوگ جھومتے ہیں اور اس طرح داد دیتے ہیں جیسے مشاعروں میں شاعروں کو دی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ:

وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ، زَادَتْھُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِیۡمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّهِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ. (الانفال: ۲)

اہلِ ایمان کی شان یہ ہے کہ ''جب وہ قرآن مجید کو سنتے ہیں تو ان کے دل اللہ کے ذکر سے کانپ جاتے ہیں اور جب انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔''

یہاں تلاوت کو مشاعرہ بنا دیا جاتا ہے۔ لوگ صرف آواز کو دیکھتے ہیں، حقیقت اور معانی کو نہیں دیکھتے۔ عہد نبوی ﷺ میں قراء انہیں کہتے تھے جو قرآن پاک کے عالم ہوتے تھے۔ آج کل قاری وہ ہے جو کچھ بھی نہ جانتا ہو، بالکل جاہل ہو مگر حلق سے ح نکال سکتا ہو۔ کتنا فرق ہو گیا ہے! لیکن اب قاری بھی ختم ہو رہے ہیں اور حافظ بھی ناپید ہو رہے ہیں۔ اہل ثروت اور خوش حال لوگ تو اپنے بچوں کو حافظ بناتے ہی نہیں کہ چار سال لگ جائیں گے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ قرأت، تجوید اور حفظ کا بھی اپنی جگہ ایک مقام ہے اور ان کا سلسلہ جاری رہنا چاہئے۔ لیکن ان کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی بھی تعلیم حاصل کرنی چاہئے تاکہ جو کچھ پڑھتے ہیں، اسے سمجھ سکیں، ان چند مثالوں سے واضح ہو گیا ہو گا کہ ''غلو فی الدین'' یا ''غلو فی التقویٰ'' یا ''غلو فی العبادۃ'' سے کیا مراد ہے اور اس کے ذریعے آہستہ آہستہ بدعات کا دروازہ کیسے کھلتا ہے؟۔

غلو کی دوسری قسم ہے ''غُلُوّ فِي الشَّخۡصِيَّات'' یعنی شخصیتوں کے بارے میں غلو۔ جو لوگ دین کی خدمت کرتے ہیں ان کا اکرام اور ان کی تعظیم اپنی جگہ پر، لیکن ان کے درجے حد سے بڑھا دینا غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ انہیں ان کے مقام سے بڑھا دینا غلو فی الشخصیات ہے، جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا دیا اور کہا کہ تین خدا ہیں۔ ایک باپ یعنی اللہ تعالیٰ، دوسرے ابن اللہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرے روح القدس۔ ان کے نزدیک باپ بیٹا اور روح القدس تینوں ایک ہیں۔ اس طرح وہ غلوّ کے مرتکب ہوئے، چنانچہ قرآن پاک میں نصاریٰ کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَآهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِي دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ

''اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کے بارے میں صرف حق بات کہو''

رسولِ اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو اپنے بارے میں اس قسم کے غلو سے روکنے کے لئے فرمایا:

لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ. فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ،فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ ﴿البخاری۔فتح:٦(٣٤٤٥)﴾

''لوگو! مجھے اس طرح نہ بڑھانا (یعنی میرے بارے میں، میری ذات کے بارے میں، میرے مرتبے کے بارے میں غلو نہ کرنا) جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں کیا۔ میں صرف اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ (مجھے خدامت بنانا۔ خدا کی صفات میں، خدا کے اختیارات میں مجھے شریک نہ کرنا) آپ نے یہاں تک فرمایا کہ:

لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدُ

''یعنی میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی عبادت و پوجا کی جائے''

نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا اور یہودیوں نے ان کے معاملے میں تفریط کی روش اختیار کی اور ان کے بارے میں ایسے ناشائستہ الفاظ استعمال کئے جو زبان پر نہیں لائے جا سکتے۔ وہ انہیں ایک شریف انسان بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ شخصیات کے بارے میں جس طرح افراط گناہ ہے، اسی طرح تفریط بھی گناہ ہے۔

انبیاء کرام کے بعد دوسرا نمبر صحابہ اور اہل بیت کا ہے، جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے بارے میں ایک جماعت افراط اور دوسری تفریط میں مبتلا ہے۔ شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا ہیں، حاجت روا ہیں بلکہ انہیں خدائی کا مقام حاصل ہے۔ اس کے برعکس خوارج کہتے ہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں (نعوذ باللہ) شیعہ نے افراط سے کام لیا اور کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بہت اونچا مقام ہے، سب کچھ انہی کے پاس ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک عربی شاعر نے اہل بیت کی شان میں کہا ہے:

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَہ

اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی، وَابْنَا ھُمَا وَالْفَاطِمَہ

یعنی میرے پانچ (خدا) ہیں (عیسائیوں کے تو تین ہی تھے) سخت مشکل کے وقت ،سخت وبا کی حالت میں، ان کا نام لے کر مشکلات دور کرتا ہوں، بیماریوں کو دفع کرتا ہوں یہ پانچ کون ہیں؟ المصطفیٰ ﷺ، المرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ ان کے دو فرزند حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ وہی غلو ہے جس سے قرآن پاک نے یہ کہہ کر روکا ہے کہ:

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ.

''اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کے بارے میں صرف حق بات کہو''

اعتدال کا راستہ افراط و تفریط دونوں کے بیچ کا راستہ ہے اور وہ ہے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ۔ اہل سنت والجماعت وہ ہیں جو قرآن اور سنت کو حجت مانتے ہیں اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا احترام کرتے ہیں، ہر ایک کو اس کے درجے میں رکھتے ہیں۔ نہ کسی کی تعریف میں غلو کرتے ہیں اور نہ کسی کی توہین کرتے ہیں۔ سنت سے کیا مراد ہے؟ حضور ﷺ کا طریقہ اور الجماعت کون ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے بارے میں قرآن مجید میں آتا ہے:

- اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ. (التوبۃ:۱۰۰)

مہاجرین اور انصار جو ایمان لانے میں سب سے سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

تو الجماعت سے مراد وہ تمام مسلمان ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قابلِ احترام ہیں۔ وہ معصوم تو نہیں ہیں، لیکن ان کی حسنات ہم سے بہت زیادہ ہیں، ان سے لغزشیں بھی ہوئی ہیں، لیکن وہ لغزشیں دب گئیں اور حسنات غالب آ گئیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں:

اَنَّ یَوْمًا شَهِدَهٗ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ حَيَاةِ عُمَرَبْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كُلِّهَا، اَوْ كَمَا قَالَ۔

''یعنی، وہ ایک دن جو حضرت معاویہ ﷛ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزارا ہے، وہ عمر بن عبدالعزیزؒ کی پوری زندگی سے افضل ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا یہ قول علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب ''اختصار فی علوم الحدیث'' میں نقل کیا ہے۔عمر بن عبدالعزیزؒ بلاشبہ بڑے نیک خلیفہ تھے، بڑے عادل تھے، لیکن صحابی تو نہیں تھے، تابعی تھے۔حضرت معاویہ ﷛ صحابی ہیں۔انہیں رسول اکرم ﷺ کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ان سے غلطیاں ہوئی ہیں، لیکن ان کی حسنات زیادہ ہیں۔ان سے بعض اجتہادی غلطیاں بھی ہوئی ہیں، مگر ان کی تنقیص نہیں کی جائے گی۔یہ ہے اہل بیت اور صحابہ کرام ﷡ کا صحیح مقام۔اہل بیت بھی صحابہ ہی ہیں۔ان سب کے بارے میں افراط سے بچیے اور تفریط سے بھی۔

صحابہ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے بعد تابعین، ائمہ اربعہ، فقہا اور محدثین کا نمبر آتا ہے۔ان کے بارے میں بھی لوگ غلو کا شکار ہو جاتے ہیں۔بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے فلاں بزرگ نے جو کچھ فرما دیا وہ اٹل ہے، اس میں کوئی ترمیم اور کوئی تغیر نہیں ہو سکتا۔یہ غلط رویہ ہے۔امام بخاریؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ یہ سب واجب الاحترام ہیں۔ان کی شان میں گستاخی کرنا، ان کی طرف غلط باتیں منسوب کرنا، بہت بڑا گناہ ہے۔یہ سب دین کے سچے خادم اور امت کے مخدوم ہیں۔ان کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنا جس سے ان کی توہین ہوتی ہو، غلط ہے۔ہاں، انہیں معصوم نہیں مانا جائے گا۔مگر معصوم نہ مانتے ہوئے بھی ان کی تکریم، ان کا احترام ضروری ہے۔

ان کی محبت یا نفرت میں غلو......دونوں غلط ہیں۔

قرآن مجید میں اسی لئے فرمایا گیا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ. (النسآء:۱۳۵)

''اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، اللہ کے لئے گواہی دیتے ہوئے، خواہ اس گواہی کی زد تمہاری جانوں پر پڑے یا تمہارے والدین پر، یا تمہارے رشتہ داروں پر۔ یعنی ہر حال میں حق بات کہو، کسی کی محبت میں حق وانصاف کا دامن نہ چھوٹنے پائے''

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا:

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا. اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى. (المآئدۃ:۸)

''کسی قوم کی دشمنی تمہیں انصاف سے برگشتہ نہ کردے۔ انصاف کرو۔ یہ تقویٰ سے اقرب ہے''

نفرت یا عداوت اور محبت دونوں میں غلو ہو جاتا ہے۔ انسان حد سے بڑھ جاتا ہے۔ ایک شخص امام ابوحنیفہؒ کا بڑا شیدائی تھا۔ کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس نے ان کی منقبت میں یہ حدیث گھڑ ڈالی:

''سِرَاجُ اُمَّتِيْ اَبُوْ حَنِيْفَةَ ''یعنی ابوحنیفہؒ میری امت کے چراغ ہیں''

یہ ایک من گھڑت حدیث ہے۔ ملاعلی قاری حنفی تک نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں من گھڑت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایسی کوئی بات نہیں فرمائی۔

انہی صاحب کو امام شافعیؒ سے نفرت تھی۔ چنانچہ ان کے بارے میں یہ حدیث بنا ڈالی:

سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ، هُوَ اَشَدُّ عَلٰى اُمَّتِيْ مِنْ اِبْلِيْسَ.

''میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا، جس کا نام ہوگا محمد بن ادریس (امام شافعیؒ کا نام)، وہ میری امت کے اوپر ابلیس سے زیادہ سخت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطرناک ہوگا۔“

یہ ہے شخصیات کے بارے میں، محبت میں غلو، نفرت میں غلو، شخصیات کے بارے میں غلو، انسان کو تباہ کر دیتا ہے۔ دین کا حلیہ بگاڑ دیتا ہے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان سے فرمایا:

لَا تَدَعْ قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهُ، وَلَا تِمْثَالاً اِلَّا مَحَوْتَهُ اَوْ كَمَا قَالَ:

فرمایا: اے علی جاؤ۔ اگر کوئی قبر اونچی دیکھو تو اسے زمین کے برابر کر دینا، اور اگر کوئی تصویر دیکھو تو اسے مٹا دینا۔

تصویریں بھی شخصیت پرستی کا ذریعہ ہیں۔ نوٹوں اور دوسری چیزوں پر ممتاز شخصیتوں کی تصویریں شخصیت پرستی کی علامت ہی تو ہیں۔ اعلان ہوتا ہے کہ فلاں صاحب کی تصویر آ رہی ہے تو لوگ ادب واحترام کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، گویا وہ صاحب زندہ ہیں۔ بعض موقعوں پر کسی بڑی شخصیت کی بجائے اس کی تصویر کرسی صدارت پر رکھ دی جاتی ہے اور تصویر ہی جلسے کی صدارت کرتی ہے۔ بڑی شخصیات کی تصویروں کی اشاعت بہت بڑا فتنہ ہے۔ ایک صاحب نے اپنے محبوب دینی رہنما کی تصویر قرآن مجید میں رکھی ہوئی تھی۔ شریعت نے وہ سب رخنے بند کر دیئے ہیں جن کے ذریعے شخصیت پرستی کے جراثیم مسلم معاشرے میں پھیلتے ہیں۔ ایک بزرگ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ”میں تو بلا ضروری ایک بچے کی تصویر کھینچنا بھی حرام سمجھتا ہوں، ہوسکتا ہے کہ وہ بڑا ہو کر، بہت بڑا رہنما بن جائے اور پھر اس کی تصویر کی پوجا ہونے لگے“ آج سے کوئی چالیس برس پہلے کی بات ہے۔ بنارس میں ایک نمائش لگی جس میں گاندھی جی کا قدِ آدم سے بڑا، اونچا اور شاندار فوٹو لگا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آنے جانے والے جس میں مسلمان بھی تھے اور غیر مسلم بھی، جب فوٹو کے سامنے سے گزرتے تو ہاتھ جوڑ کر نمستے کرتے، تصویر کو سلام ہو رہا ہے، حالانکہ تصویروں کی شان، جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ہے، یہ ہے:

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآئَكُمْ ج وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ (فاطر: ١٤)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اگر تم ان کو پکارو تو (اوّل تو وہ تمہاری پکار سنیں گے نہیں اور (اگر بالفرض) سن بھی لیں تو تمہیں جواب نہیں دیں گے (تمہارا کہنا نہیں مانیں گے) اور قیامت کے روز تمہارے شرک کرنے کی مخالفت کریں گے اور تمہیں اللہ خبیر کی طرح کوئی خبر نہ دے گا۔''

غرض انبیاء کرام، صحابہ کرام اور ائمہ عظام کے بارے میں بھی غلو کرنا، افراط وتفریط کرنا حرام ہے۔ ایک صاحب امام ابوحنیفہؒ کی شان میں گستاخی کر رہے تھے، میں نے انہیں ڈانٹا اور کہا امام ابن تیمیہؒ کی کتاب رَفْعُ الْمَلَامِ عَنِ الْاَئِمَّةِ الْاَعْلَامِ، پڑھو۔ تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی۔ ①

آج کل فرقہ واریت بلکہ فرقہ پرستی نے بڑا بگاڑ پیدا کر رکھا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ سعودی عرب اس سے بچا ہوا ہے۔ ممکن ہے دوسرے عرب ممالک بھی اس سے بچے ہوئے ہوں۔ سعودی عرب میں تو صورتِ حال یہ ہے کہ مسجد کا امام حنفی ہو یا شافعی، مالکی ہو یا حنبلی، اگر اصل امام موجود نہ ہو تو کوئی اور نماز پڑھا دیتا ہے چاہے کسی مسلک کا پیرو ہو۔ وہاں یہ بات نہیں کہ ہر مسجد پر کسی ایک مسلک کے لوگوں کا قبضہ ہے، اس لئے امام بہرحال اسی مسلک کا ہونا چاہئے۔ وہاں امامت کے لئے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور اہلحدیث کی کوئی تخصیص نہیں۔ ہر مسلک کے امام کے پیچھے نماز پڑھ لی جاتی ہے۔ مگر ہمارے ہاں اس بات پر جھگڑے ہوتے ہیں، مار کٹائی اور مقدمہ بازی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ مقتدیوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگتی ہیں کہ فلاں شخص آگے آ گیا ہے، اس کے پیچھے ہماری نماز ہو گی بھی یا نہیں؟۔

سنن ابی داؤد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ اور منیٰ

---

① شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی اس مایہ ناز کتاب کا ترجمہ (آئمہ سلف اور اتباع سنت) کے نام سے ''پروفیسر غلام احمد حریریؒ'' کے قلم سے...... اور محمد خالد سیف حفظہ اللہ کی تقدیم وتحقیق وتخریج...... کے ساتھ ''طارق اکیڈمی'' فیصل آباد شائع کرنے کا شرف حاصل کر چکی ہے۔ (الحمد للہ علیٰ ذٰلک)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں قصر نہیں کرتے، حالانکہ حج کے لئے آتے ہیں۔ یہ مسافر ہیں۔ یہ قصر نہ کرنا سنت کے خلاف ہے" لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ظہر کی چار رکعت نماز پڑھائی تو انہوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی۔ کسی نے کہا کہ: "آپ تو کہہ رہے تھے کہ ان کی نماز خلاف سنت ہے، پھر آپ ان کے پیچھے کیوں نماز پڑھ رہے ہیں؟" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اَلْخِلَافُ شَرٌّ" (یعنی مخالفت شر ہے) بات یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سمجھتے تھے کہ میں نے چونکہ یہاں شادی کر لی ہے، اس لئے میں مسافر نہیں ہوں، قصر نہیں کر سکتا، اس لئے وہ چار رکعت پڑھتے تھے۔ دوسروں نے ان کی اس تاویل سے اتفاق نہیں کیا اور کہا کہ انہوں نے دو کے بجائے چار کیسے پڑھیں؟ معاملہ تاویل میں اختلاف کا تھا۔

تاویل کے معنی ہیں کسی آیت یا حدیث کا مفہوم متعین کرنا۔ اگر تاویل میں کسی سے کوئی غلطی یا غلط فہمی ہو جائے تو ایسی صورت میں مؤوّل (تاویل کرنے والے) کو کافر نہیں کہہ سکتے اور اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ حنفی کی نماز شافعی کے پیچھے، شافعی کی نماز حنفی کے پیچھے، اہلحدیث کی نماز مقلد کے پیچھے، یا یوں کہئے کہ غیر مقلد کی نماز مقلد کے پیچھے اور مقلد کی نماز غیر مقلد کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن جب آدمی غلو کا شکار ہو جاتا ہے تو غیر مقلد کہتا ہے کہ "حنفی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، اس لئے کہ یہ مقلّد ہے اور تقلید کرنا شرک ہے۔ مشرک کے پیچھے نماز کیسے ہو جائے گی؟" دوسری طرف مقلد کہتے ہیں کہ "تقلید فرض ہے اور چونکہ اہلحدیث تقلید نہیں کرتے، اس لئے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی" غرض وہ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور یہ ان کے پیچھے نہیں پڑھتے، حالانکہ ان مسائل میں بڑی وسعت ہے اور ان میں تنگ نظری اور فتوے بازی درست نہیں۔

بعض سلفی کہلانے والے یہاں حنفیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے کہ یہ مقلد ہیں، مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حنبلی امام کے پیچھے پڑھ لیتے ہیں، حالانکہ حنبلی بھی مقلّد ہیں، لیکن ایک صاحب ایسے بھی ملے جنہوں نے کہا کہ "حنبلی بھی چونکہ مقلد ہیں، اس لئے ہم ان کے پیچھے بھی نماز نہیں پڑھیں گے اور اگر پڑھ لی تو دہرا لیں گے" کس قدر افسوس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناک بات ہے۔اس کا نام ہے فرقہ واریت، فرقہ پرستی۔ اس معاملے میں اتنا غلو کرنا حد اعتدال سے بڑھ جانا ہے، جو شریعت کی نگاہ میں کسی طرح بھی پسندیدہ نہیں۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ایک باب باندھا ہے:'' بَابُ اِمَامَةِ الْمَفْتُوْنِ وَالْمُبْتَدِعِ (یعنی فتنے میں مبتلا ہو جانے والے اور بدعتی کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصرِیُّ: صَلِّ خَلْفَ الْمُبْتَدِعِ وَعَلَیْهِ بِدْعَتُهٗ۔

''یعنی، امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لو۔ بدعت کا گناہ اس کے اوپر ہے''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، جب محصور تھے تو ان کے پاس پیغام آیا کہ'' آپ کو تو باغیوں نے محصور کر رکھا ہے، فَیُصَلِّیْ لَنَا اِمَامُ فِتْنَةٍ (یعنی مسجد نبوی میں باغیوں کا سرغنہ ہمیں نماز پڑھا رہا ہے) کیا ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کتنا اچھا جواب دیا۔ آپ نے فرمایا:

اِنَّ الصَّلٰوةَ خَیْرُ مَا یَعْمَلُ النَّاسُ، فَاِذَا اَحْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسِنُوْا مَعَهُمْ، فَاِذَا اَسَاؤُوْا فَاجْتَنِبُوْا اِسَاءَتَهُمْ.

''یعنی لوگوں کے تمام اعمال میں نماز بہترین عمل ہے، تو جب لوگ اچھا کام کریں تو تم بھی ان کے ساتھ اچھا کام کر لو۔ نماز پڑھ رہے ہیں تو پڑھ لو۔ ہاں، اگر وہ کوئی برا کام کریں تو اس برائی سے بچو''

غور فرمائیے۔ باغیوں نے خلیفہ راشد کا گھیراؤ کر رکھا ہے، اتنا بڑا جرم! اس کے باوجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ'' امام اگرچہ باغی ہے، لیکن تم اس کے پیچھے نماز پڑھ لو'' ایسی ہی رواداری کی ضرورت ہے، اس وقت الحاد، کمیونزم، اشتراکیت اور دوسرے فتنے پھیل رہے۔ لیکن ہم ہیں کہ آمین بالجہر اور رفع الیدین جیسے مسائل پر آپس میں لڑ رہے ہیں، ایک گروہ کہتا ہے کہ ''رفع الیدین ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی'' دوسرا گروہ کہتا ہے ''رفع الیدین کرتے ہو کہ مکھیاں مارتے ہو؟'' ہر گروہ غلط روش پر قائم ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جو رفع الیدین کرتا ہے، وہ سنت سمجھ کر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا، اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہے، اگرچہ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ یہ دلیل کمزور ہے۔

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ تَنْوِيْرُ الْعَيْنَيْنِ فِي سُنَّةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ، میں لکھا ہے کہ جو رفع الیدین کو منسوخ کہتا ہے، وہ غلط کہتا ہے، لیکن اگر کوئی نہیں کرتا تو اس کی نماز ہو جاتی ہے۔ فَإِنْ تَرَكَهُ اَبَدًا خواہ وہ کبھی بھی نہ کرے، ہمیشہ کے لئے ترک کر دے۔ ممکن ہے کوئی صاحب یہ کہیں کہ ہم شاہ اسماعیل شہیدؒ کے مقلد نہیں ہیں، مگر انہوں نے جو مثالیں اور دلائل پیش کئے ہیں، ان پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو اختلافی مسائل میں معتدل موقف اختیار کیا جا سکتا ہے۔ تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔ مقصود یہ بتانا ہے کہ ''غلو فی الدین'' کس طرح پیدا ہوتا ہے اور اس سے بچاؤ کی کیا صورت ہے۔

''غلو فی الدین'' کی ایک تازہ مثال وہ حادثہ ہے جو یکم محرم الحرام سنہ ۱۴۰۰ھ کو مکہ مکرمہ میں پیش آیا۔ جن لوگوں کی وجہ سے یہ حادثہ رونما ہوا، بظاہر وہ بڑے متقی، دین دار، زاہد اور نیک لوگ تھے۔ توحید و سنت کے شیدائی تھے لیکن حدّ اعتدال سے بڑھ گئے، اتنے بڑھے کہ بیت اللہ کی توہین کر ڈالی۔ اسلامی شعائر کو پامال کر ڈالا۔ بے گناہ لوگ قتل ہو گئے اور وہ بھی مسجد حرام کے اندر حالانکہ حرم شریف کے بارے میں قرآن مجید میں آتا ہے: مَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا۔ (یعنی جو حرم میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے)۔ بات کیا تھی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ......

''یعنی تم میں سے جو شخص کوئی منکر (برائی) دیکھے، اسے ہاتھ سے مٹا دے''

اس حدیث کے پیش نظر ان لوگوں نے کہا: منکرات پھیل رہے ہیں، انہیں مٹانا چاہئے۔ پہلے زبان سے ٹوکا، لیکن کامیابی نہ ہوئی تو انہوں نے سوچا کہ اب ہاتھ سے مٹانا چاہئے، یعنی چڑھائی کرنی چاہئے۔ اسی زمانے میں بعض لوگوں کو خواب آنے شروع ہو گئے کہ فلاں آدمی امام مہدی ہے۔ اتفاق سے اس کا نام ''محمد'' تھا اور والد کا نام عبداللہ، اس کی پیشانی بھی چوڑی تھی اور رنگ بھی گورا تھا۔ کہنے لگے کہ سنن ابوداؤد میں امام مہدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جو نشانیاں بیان کی گئی ہیں، وہ اس پر چسپاں ہوتی ہیں، یہی مہدی ہے۔ یہ نہیں دیکھا کہ ان چند نشانیوں کے علاوہ بھی بہت سی نشانیاں بیان کی گئی ہیں، بس اپنے مطلب کی چند نشانیاں دیکھ لیں۔ اس محمد کی ہونے والی بیوی نے بھی خواب دیکھا کہ اس کا ہونے والا شوہر مہدی ہوگا۔ اس کا خوب چرچا ہوا۔ مہدی کی ایک خاص نشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مقامِ ابراہیم اور حطیم کے درمیان مسلمانوں سے بیعت لے گا۔ لہٰذا یہ سب لوگ مہدی کے ظہور کا دعویٰ کرنے کے ارادے سے صبح سویرے مکہ پہنچ گئے۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ مسلمان حکمران یا حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کرنا اس وقت تک ناجائز، بلکہ حرام ہے جب تک تم اس پر کھلا کفر نہ دیکھ لو۔ (مَا لَمْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا) پہلے زبان سے تبلیغ کرو۔ اچھے طریقے سے سمجھاؤ، اُن کے پاس جا کر۔ لیکن مسلح بغاوت کرنا اور وہ بھی حرم میں داخل ہو کر، تو یہ حد سے بڑھ جانا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ پوری دنیا میں مسلمانوں کی رسوائی ہوئی۔ عالم اسلام میں تہلکہ مچ گیا۔ غیر مسلم خوش ہو گئے کہ یہ ہے اسلام! یہ ''غلو فی الدین'' کی ایک مثال ہے۔

رہا مہدی کا معاملہ تو اس کے بارے میں بھی لوگوں میں غلو پیدا ہو گیا ہے۔ ایک گروہ نے مہدی کے آنے کا سرے ہی سے انکار کر دیا ہے اور اپنے دعوے کے ثبوت میں یہ موضوع حدیث لے آئے:

لَا مَهْدِيَ إِلَّا عِيسٰى (یعنی حضرت عیسیٰ کے سوا کوئی مہدی ہے ہی نہیں)

اس کے مقابلے میں دوسرے گروہ نے کہا کہ ہم جس کو چاہیں مہدی بنائیں۔ ایک دو نشانیاں دیکھ لیں اور مہدی بنا لیا۔ دونوں ہی غلط ہیں۔ مہدی اپنے وقت پر آئے گا۔ اس وقت یہ نہیں ہوگا کہ چند آدمی اس کے ساتھ ہوں گے بلکہ پوری امت اس کے ساتھ ہوگی۔

ہاں تو مکہ مکرمہ کے حادثے کا ذکر ہو رہا تھا۔ [1] چاہیے تو یہ تھا کہ یہ لوگ پہلے شیخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن باز اور دوسرے علماء سے جا کر پوچھتے کہ ہمیں ایسے خواب آ رہے ہیں۔ ہمیں مہدی کے بارے میں بتایئے، اس کی کیا حقیقت ہے؟ اور موجودہ صورت حال میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ لیکن وہ خود ہی مفتی بن گئے، خود ہی قاضی بن گئے اور خود ہی حملہ آور ہو گئے۔ ظلم و ستم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور کتنے ہی حاجیوں کا خون ناحق بہہ گیا۔ اس افسوس ناک حادثے کے بعد ان حملہ آوروں کے معاملے میں بھی غلو کی شکلیں ظاہر ہوئیں۔ ایک گروہ نے ان کی محبت میں غلو کیا اور کہا کہ ''یہ تو بڑے نیک لوگ تھے۔ انہوں نے بڑا اچھا کام کیا تھا، سب راہ حق میں شہید ہوئے ہیں'' دوسرے گروہ نے کہا: ''نہیں یہ سب مرتد، قطعاً کافر اور جہنمی ہیں'' دونوں گروہ غلو کا شکار ہیں اور غلطی پر ہیں۔ دیکھئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان باغیوں کو جنہوں نے ان کا گھیراؤ کیا تھا، کافر نہیں کہا، بلکہ اپنے حامیوں سے کہا کہ ''امامِ فتنہ کے پیچھے نماز پڑھ لو'' اسی طرح جب خوارج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ لوگ لڑنے آئیں تو ان سے لڑو۔ حملہ کریں تو ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرو۔ لیکن اگر بھاگ جائیں تو ان کی عورتوں کو قید مت کرو اور ان کا مال مت لوٹو''

ان مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام مزاج میں اعتدال پیدا کرتا ہے، ہر معاملہ میں اعتدال۔ کوئی گناہ جس درجہ کا ہو، اسے اسی درجہ میں رکھو۔ اسی طرح کوئی نیکی جس درجے کی ہو، اسے اسی درجہ میں رکھو۔ اسی صورت میں آپ فلاح پا سکتے ہیں اور ایک صحیح اسلامی معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔ اگر آپ مستحب کو فرض یا واجب قرار دے کر مسلمانوں کو کافر بنانا شروع کر دیں اور کافروں کو مسلمان بنانے کی بجائے مسلمانوں ہی کو دین سے خارج کرنے لگیں تو معاملہ ہی الٹ جائے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے، ہماری شان تو یہ ہونی چاہیے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یعنی محمد، اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں۔ تم ان کو اللہ کے فضل اور آپس کی خوشنودی کی طلب میں رکوع و سجود میں سرگرم پاؤ گے۔'' (الفتح:۲۹)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان کیا ہے؟ ان کی تین صفتیں بیان کی گئی ہیں:

① یہ کافروں پر بھاری ہیں۔ کافر انہیں نرم چارہ یا تر لقمہ نہیں سمجھ سکتے۔ یہ اپنے اخلاق و کردار کے لحاظ سے بڑے مضبوط ہیں، کوئی ان کے کردار پر انگلی نہیں رکھ سکتا۔

② یہ آپس میں رحم دل ہیں۔ ذرا سوچیے کہ ہم بھی آپس میں رحمدل ہیں۔ یا نہیں؟ اور یہ رحم دل کیوں ہیں؟ فرمایا کہ:

③ تم انہیں رکوع کی حالت میں، سجدے کی حالت میں پاؤ گے۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ آپس میں رحم دل ہیں۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہاں مسجدیں لڑائی کا اکھاڑا بنتی جارہی ہیں۔ کسی مسئلے پر ذرا سا اختلاف ہوا لڑائی شروع ہوگئی۔

دین میں غلوّ کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمایئے۔ ایک صاحب جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، بڑے متبع سنّت تھے، لیکن انہوں نے نادانستہ طور پر بائیں ہاتھ سے اشارہ کردیا۔ سنت تو دائیں ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے۔ مگر اس سے نادانستہ غلطی ہوگئی۔ حاضرین میں سے ایک صاحب اس نادانستہ غلطی پر ناراض ہو کر یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ '' خطیب صاحب خلاف سنت کام کررہے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔''

ایک اور مثال ملاحظہ ہو، اردو کے ایک ادیب اور شاعر ایک عالم دین کے پاس آئے۔ اتفاق سے ان کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے تھا۔ وہ عالمِ دین، ان کے قدموں کے قریب بیٹھ گئے اور ان کے پاجامے کو اپنے ہاتھ سے اونچا کرنے لگے۔ ادیب نے جب دیکھا کہ اتنے بڑے بزرگ اور عالم دین میرے قدموں میں بیٹھ کر یہ کام کررہے ہیں تو وہ مارے شرم کے پانی پانی ہوگیا اور اس کے بعد وہ کبھی ان کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حکیمانہ طریقہ یہ تھا کہ محبت، خوش اخلاقی اور اچھے انداز سے اس کی توجہ اس طرف مبذول کرادی جاتی۔ یہ بھی غلو کی ایک مثال ہے۔

انہی عالم دین کے غلو کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمایئے۔ ملکی انتخابات کے زمانے میں ایک تاجران کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ "میرا عزیز فلاں حلقے سے امیدوار ہے۔ تو کیا میں اس کی خاطر کنویسنگ کے لئے طوائفوں کے پاس جا سکتا ہوں؟ تاجر خود بھی بڑا متبع سنت تھا۔ اس نے یہ سوال کرنے کے بعد کہا: "مولانا بات یہ ہے کہ میرے عزیز کے مقابلے میں جو امیدوار ہے وہ بڑا ہی فاسق وفاجر اور شراب وکباب کا رسیا ہے، اگر وہ کامیاب ہو گیا تو بڑی خرابی پیدا ہو جائے گی" اس پر عالم دین نے جواب دیا تم طوائفوں کے پاس کنویسنگ کے لئے جا سکتے ہو۔"

دیکھا آپ نے؟ وہاں پاجامہ ٹخنوں سے ذرا نیچے دیکھا تو فوراً اپنے دستِ مبارک سے اونچا کر دیا اور یہاں طوائفوں کے گھر جانے کی اجازت دی جا رہی ہے۔ ایک طرف اس قدر افراط اور دوسری طرف یہاں تک تفریط۔

جب تک افراط وتفریط کو ختم کر کے اعتدال کا راستہ اختیار نہ کیا جائے گا، ہمارا معاشرہ صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ نہیں بن سکتا۔ اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد ہوا کہ:

لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ "یعنی اپنے دین میں غلو مت کرو"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا کرے اور ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح راستہ

اگر آپ نے قرآن وسنت کے بجائے آراء الرجال یعنی لوگوں کی قیل وقال کو دین وشریعت کا درجہ دینا اور قرآن وسنت میں تأویل وتحریف سے کام لینا شروع کر دیا یا بلا تحقیق احکام قرآن وسنت کو منسوخ قرار دے دیا تو بلاشبہ یہ شدید ضلالت وگمراہی ہے۔ایسی گمراہی جو آپ کو دین سے بہت دور لے جائے گی کیونکہ جو شخص اپنے فسادِ طبیعت کے باعث علاج ہی کو بیماری بنا لے وہ کب اس بات کا حقدار ہے کہ اسے شفاء نصیب ہو۔جو شخص گلہائے رنگ رنگ کی بہار دکھانے والے کسی چمن زار میں جا کر پھولوں کی بجائے کانٹوں سے اپنے دامن کو بھرتا ہے،تو وہ کب اس بات کا سزاوار ہے کہ پھولوں کی عطر بیز سے اس کے مشامِ جان معطر ہوں اور جو شخص بیت اللہ میں جا کر بھی بتوں ہی کو یاد کرے وہ کب اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے دل میں اللہ کی محبت کا چراغ جلے یا توحید کے نور سے اس کے دل میں کرن کرن اجالا ہو........

(دین میں اعتدال کی راہ)

محمد خالد سیف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین میں اعتدال کی راہ

اللہ رب ذوالجلال والاکرام نے اپنی مخلوقات کے لئے اس کائنات کو بے حد حسین و جمیل بنایا اور کائنات کی ایک ایک چیز کو ایسے تناسب، اعتدال اور کمال انداز سے ترتیب دیا ہے کہ اس سے بہتر کمال اور جمال کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ خالقِ کائنات کو اپنی تخلیقات پر بڑا ناز ہے، یہی وجہ ہے کہ اپنی قدرت کے ایک شاہکار آسمان کی طرف اس نے اپنی توجہ مبذول کراتے ہوئے فرمایا:

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیْرٌ ○ (الملك:٣-٤)

”اس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے (اے دیکھنے والے!) کیا تو (اللہ) رحمان کی آفرینش میں کچھ نقص دیکھتا ہے؟ ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ بھلا تجھ کو (آسمان میں) کوئی شگاف نظر آتا ہے؟ پھر دوبارہ (سہ بارہ) نظر کر تو نظر (ہر بار) تیرے پاس ناکام اور تھک کر لوٹ آئے گی“

شمس وقمر اور لیل ونہار کے نظام کے استحکام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ (یٰسین:٤٠)

”نہ تو سورج ہی سے ہو سکتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آ سکتی ہے اور سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں“

انسان کی توجہ اس کے اپنے وجود کی طرف مبذول کراتے ہوئے فرمایا!

الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ○ فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

٠ (الانفطار:۷۔۸)

''(وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضاء کو) ٹھیک کیا اور (تیری قامت کو) معتدل رکھا اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا''

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ٥(التّین:٤)

''ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے''

انسان اپنی تخلیق کے جن ارتقائی مراحل کو طے کر کے دنیا میں جلوہ افروز ہوتا ہے، اللہ ربِّ ذوالجلال نے قرآن مجید میں اسے کئی ایک مقامات پر بیان کر کے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے اور پھر اختصار اور جامعیت کیساتھ فرمادیا:

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ٥ (الذّٰریٰت:۲۱)

''اور خود تمہارے نفوس میں (بہت سی نشانیاں ہیں) تو کیا تم دیکھتے نہیں؟''

الغرض اللہ ربّ العالمین نے اس کائنات کو پیدا فرمایا، کائنات کی ہر ہر چیز کو بڑے ہی حسن و جمال، کمال اور اعتدال کے ساتھ پیدا فرمایا اور پھر اس نے اس سارے کارخانۂ قدرت کو حضرتِ انسان کے لئے سجایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ٥ (الجاثية:۱۳)

''اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنے (حکم) سے تمہارے کام میں لگا دیا۔ جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے اس میں (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں''

یعنی اس ساری کائنات کو اس نے انسان کی خدمت و منفعت کے لئے پیدا کیا، جب کہ انسان کو اس نے صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ٥ (الذّاریات:٥٦)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں''

انسان کو معلوم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کس طرح کی جاتی ہے، اس لئے اس نے حضرات انبیاء کرام کو مبعوث فرما کر اپنی طرف سے کتابیں اور صحیفے نازل فرما کر انسان کو اپنی عارضی اور فانی زندگی اپنے رب کی عبادت اور بندگی میں بسر کرنے کے ضابطے سکھا دیئے، انہی ضابطوں کو ''دین'' کہا جاتا ہے اور اس ''دین'' کا نام ''اسلام'' ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (الِ عمران:۱۹)

''دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے''

اللہ احکم الحاکمین نے انسان کو مادی خواہشوں کی تسکین کے لئے جیسے اس کائنات اور اس میں ودیعت کی گئی بے شمار نعمتوں کو پیدا کیا، اسی طرح اس نے انسان کی روحانی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے دین عطاء فرمایا، جیسے کائنات کی ایک ایک چیز اپنی جگہ بے حد حسین وجمیل، باکمال و بے مثال اور مضبوط ومستحکم ہے، اسی طرح دین کا بھی ایک ایک حکم اور ضابطہ انسان کی دنیا و آخرت کی ہدایت اور نجات کا مکمل سامان اپنے دامن میں رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ دین پر چلنے کا نام صراطِ مستقیم ہے، کبھی اسے روشنی قرار دیا گیا، کبھی اسے حیاتِ طیبہ سے موسوم کیا گیا اور کبھی دین کے ضابطوں اور دین کے دستور ومنشور کی کتاب قرآنِ مجید کے بارے میں فرمایا گیا:

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا (الاسراء:۹)

''یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں، بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے اجر عظیم ہے''

اب ہم یہاں اپنے قارئین کرام کی توجہ ایک اور اہم بات کی طرف مبذول کرائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اس کائنات کو اس کے اندر بسنے والی تمام مخلوقات کو بہت احسن انداز میں پیدا فرمایا ہے۔ جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا گیا۔ مگر انسان کے ازلی وابدی دشمن ابلیس کی یہ خواہش ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوقات مثلاً حیوانوں وغیرہ کے کان چیر دے اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ان کی صورتوں کو بگاڑ دے جیسا کہ اس نے خود دربارِ الٰہی میں سرکشی و بغاوت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا:

وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿النساء:۱۱۹﴾

”اور ان کو گمراہ کرتا اور امیدیں دلاتا رہوں گا اور یہ سکھاتا رہوں گا کہ جانوروں کے کان چیرتے رہیں اور (یہ بھی) کہتا رہوں گا کہ وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو بدلتے رہیں اور جس شخص نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔“

شیطان نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ جانوروں کے کان نشانی اور علامت کے طور پر چیر پھاڑ دو اور انہی بتوں کے نام پر وقف کر دو اور پھر ان جانوروں کے اس نے ان لوگوں سے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حامہ جیسے نام رکھوائے اور ان کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ اس طرح کرنے سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب جھوٹ اور اس کی ذات پر بہتان ہے، اس نے نہ جانوروں کے یہ نام رکھے ہیں نہ ایسا کرنے کا اس نے حکم دیا ہے اور نہ اسے تقرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿المآئدة:۱۰۳﴾

”اللہ نے نہ تو بحیرہ کچھ چیز بنایا ہے اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ ہام بلکہ کافر اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں اور یہ اکثر عقل نہیں رکھتے“

اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات سے بڑا پیار ہے، اسے اپنی تخلیقات پر بڑا ناز ہے، وہ ہرگز اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ اس کی بنائی ہوئی صورت کو بدل دیا جائے، اس کی بنائی ہوئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صورت میں تبدیلی کرنے سے چیز ویسے بھی بدصورت ہو جاتی ہے۔ غور فرمایئے اگر کسی انسان کی آنکھوں یا کانوں کو ان کی اپنی جگہ سے بدل کر کسی اور جگہ لگا دیا جائے تو کیا حال ہوگا؟ انسان کے دو دو ہاتھ اور پاؤں کے بجائے ایک ایک کر دیا جائے تو کیسی صورت ہوگی؟ یا ان میں اضافہ کر کے تین تین یا چار چار کر دیا جائے تو کیسی شکل ہوگی؟ یا انسان کے چہرے کو آگے کی بجائے پیچھے کی طرف کر دیا جائے تو کیا حال ہوگا؟ کچھ لوگوں کے ساتھ ایسا کیا جائے گا لیکن سزا اور عذاب کے طور پر جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ ءَامِنُوا۟ بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُم مِّن قَبْلِ أَن نَّطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰٓ أَدْبَارِهَآ أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ أَصْحَٰبَ ٱلسَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ ٱللَّهِ مَفْعُولًا ۔ (النسآء:٤٧)

”اے کتاب والو! قبل اس کے کہ ہم لوگوں کے مونہوں کو بگاڑ کر ان کی پیٹھ کی طرف پھیر دیں یا ان پر اس طرح لعنت کریں جس طرح ہفتے والوں پر کی تھی۔ ہماری نازل فرمائی ہوئی کتاب پر جو تمہاری کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے، ایمان لے آؤ اور اللہ نے جو حکم فرمایا سو (سمجھ لو کہ) ہو چکا“

اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس طرح یہ بات انتہائی ناپسندیدہ بلکہ قابلِ نفرت ہے کہ اس کی بنائی ہوئی مخلوق میں تبدیلی کی جائے اور اس کی عطا کردہ صورتوں کو بدل دیا جائے، اس سے کہیں زیادہ اس کے نزدیک ناپسندیدہ اور قابلِ نفرت بات یہ ہے کہ اس کے دین میں کمی بیشی یا تبدیلی کر دی جائے، اس نے اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا اور اسے دین میں غلو قرار دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْحَقَّ ۚ إِنَّمَا ٱلْمَسِيحُ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ وَكَلِمَتُهُۥٓ أَلْقَىٰهَآ إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَـَٔامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ ۖ وَلَا تَقُولُوا۟ ثَلَٰثَةٌ ۚ ٱنتَهُوا۟ خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا ٱللَّهُ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ سُبْحَٰنَهُۥٓ أَن يَكُونَ لَهُۥ وَلَدٌ ۘ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ (النسآء:١٧١)

''اے اہل کتاب اپنے دین (کی بات) میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو، مسیح (یعنی) مریم کے بیٹے عیسیٰ (نہ اللہ تھے نہ اللہ کے بیٹے بلکہ) اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ (بشارت) تھے، جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح تھے تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور (یہ) نہ کہو (کہ اللہ) تین (ہیں اس اعتقاد سے) باز آؤ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اللہ ہی معبود واحد ہے اور اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو، جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اسی کا ہے اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ (المآئدۃ:٧٧)

''کہو کہ اے اہل کتاب اپنے دین (کی بات) میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو جو (خود بھی) پہلے گمراہ ہوئے اور بھی اکثروں کو گمراہ کر گئے اور سیدھے رستے سے بھٹک گئے''

غلو کی صراحت کے ساتھ ممانعت تو انہی دو آیاتِ کریمہ میں ہے۔ لیکن اس مفہوم کی قرآنِ مجید میں آیاتِ کریمہ بہت کثرت کے ساتھ ہیں، جن میں دین میں غلو سے منع کر دیا گیا ہے۔ مثلاً ملاحظہ فرمائیں، سورۃ المآئدۃ:٧٢، ٧٣، سورۃ التوبۃ:٣٠، سورۃ الکہف: ٢٨ اور دیگر بہت سی آیات، لیکن سوال یہ ہے کہ دین میں یہ غلو ہے کیا؟، جس سے اس قدر سختی کے ساتھ منع کر دیا گیا ہے؟

غلو کا مفہوم

غلو کے لغوی معنی تو حدِ اعتدال سے تجاوز، افراط و تفریط اور کسی کے مقام و مرتبہ میں کمی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بیشی کرنے کے ہیں۔ جیسا کہ ائمہ لغت نے صراحت فرمائی ہے (ملاحظہ فرمائیں:
الصّحاح: ۲۴۴۸/۶، المقاییس: ۳۸۸/۴، المفردات: ۳۷۵، اللّسان ۳۲۹۰/۵،
التاج: ۲۲،۲۰، المصباح: ۱۷۲) اور اس کے اصطلاحی معنی بقول علامہ مناوی دین
میں تصلّب، تشدّد اور حدِ اعتدال سے تجاوز کے ہیں۔ (التوقیف: ۲۵۳) علامہ قرطبیؒ فرماتے
ہیں کہ دین میں غلو کے معنی افراط وتفریط کے ہیں جیسا کہ یہودیوں اور عیسائیوں
نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تفریط سے کام لیا۔ یہودیوں نے حضرتِ
عیسیٰ علیہ السلام کی شان اس قدر گھٹا دی کہ وہ انہیں ایک شریف انسان بھی نہیں سمجھتے
تھے اور عیسائیوں نے ان کی شان اس قدر بڑھا دی کہ انہیں انسان کی بجائے اللہ
سمجھنا شروع کر دیا۔ (تفسیر القرطبی: ۷۷/۶)

غلو کی انواع واقسام

غلو کے بارے میں وارد آیات واحادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دین میں
غلو کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سے چند اقسام کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

عقائد میں غلو

عقائد میں غلو سے مراد یہ ہے کہ قرآن وسنت میں جن عقائد کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے،
ان کو چھوڑ کر ہم خودساختہ عقائد کو اختیار کر لیں، خودساختہ یا انسانوں کے بنائے ہوئے
عقائد پر کتنا ہی خوش نما لیبل کیوں نہ لگا دیا جائے، دین وشریعت کے نقطۂ نظر سے وہ
عقائد بہر حال باطل قرار پائیں گے جیسا کہ اہلِ کتاب نے ازراہِ کذب وافترا اللہ تعالیٰ
کے بارے میں یہ کہا:

إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (المآئدۃ: ۷۳)

''اللہ تین میں کا تیسرا ہے''

یا جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ وہ خدا یا خدا
کا بیٹا ہیں یا یہودیوں نے اس بات کو عقیدہ کے طور پر اختیار کر لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک شریف انسان بھی نہیں ہیں (معاذ اللہ) یا جیسے بعض نام کے مسلمانوں نے بھی بعض عظیم شخصیتوں کے بارے میں اس قدر غلوّ سے کام لیا کہ ان کو بھی ان تمام صفات سے موصوف قرار دے دیا جو صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات گرامی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مشکل کشا اور حاجت روا صرف اللہ کی ذات ہے، نفع ونقصان صرف اسی کے قبضۂ اختیار میں ہے۔ دعائیں اور فریادیں صرف وہی سنتا ہے، اولاد دینا یا نہ دینا صرف اسی کی مرضی ومشیت پر منحصر ہے۔ الغرض یہ تمام صفات جو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے مخصوص ہیں، انہیں غیر اللہ میں تسلیم کیا جائے تو یہ دین میں غلوّ کی بدترین شکل ہے، جسے شرک کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اور شرک اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقابلِ معافی گناہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النسآء:٤٨)

''اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کردے''

دین میں غلوّ سے سختی کے ساتھ ممانعت کے باوجود افسوس کہ بہت سے مسلمانوں نے بھی دین میں غلوّ کو اختیار کرلیا، مولانا حالیؒ نے ایسے ہی غالی مسلمانوں کا شکوہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں — پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے — نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

قرآن مجید میں غلوّ

قرآن مجید میں غلوّ سے بڑی سختی کے ساتھ منع کیا گیا تھا مگر افسوس کہ قرآن مجید کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت سے ماننے والوں نے خود قرآن مجید ہی میں غلوّ سے کام لینا شروع کر دیا۔ قرآن مجید میں کئی طرح سے غلوّ سے کام لیا گیا۔ مثلاً غلوّ کی ایک صورت تو یہ اختیار کی گئی کہ بعض لوگوں نے یہ شوشہ چھوڑا کہ اس کا ترجمہ کرنا گناہ ہے۔ بلکہ اسے کفر قرار دیا گیا اور اس سے درحقیقت وہ اپنی ان خرافات اور بدعات پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ جسے انہوں نے دین کے نام سے ایجاد کر رکھا ہے۔ جب کہ دین میں اس کا نہ صرف یہ قطعاً کوئی حکم نہیں بلکہ قرآن وسنت میں ان سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے، قرآنِ مجید میں غلوّ کی ایک صورت یہ ہے کہ اپنی مرضی ومشیت کے مطابق اس کی تفسیر بیان کی جائے، پہلے سے تصورات و نظریات قائم کر لئے جائیں اور پھر قرآنی آیات کو توڑ مروڑ کر ان کی تائید میں پیش کیا جائے، قرآن مجید نے اس بیماری کا نام ''تحریف'' بھی رکھا ہے اور یہودیوں اور عیسائیوں کی اس بیماری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ (المآئدۃ:٤١)

''(صحیح) باتوں کو ان کے مقامات (میں ثابت ہونے) کے بعد بدل دیتے ہیں''

افسوس بعض مسلمانوں نے اپنے ائمہ وفقہاء کی تقلید کرتے ہوئے ان کے افکار و نظریات کو دین کا درجہ دے دیا خواہ وہ قرآن وسنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ غلوّ سے کام لیتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا گیا:

كُلُّ اٰيَةٍ اَوْحَدِيْثٍ يُخَالِفُ مَاعَلَيْهِ اَصْحَابُنَا فَهُوَ مُؤَوَّلٌ اَوْمَنْسُوْخٌ (اصول الکرخی)

''ہر وہ آیت اور ہر وہ حدیث جو ہمارے بزرگوں کے مذہب کے خلاف ہوگی ہم اس کی تأویل کریں گے یا اسے منسوخ قرار دے دیں گے''

یعنی اسے مانیں گے نہیں، یہ ذہنیت غلوّ پر مبنی ہے۔ جب کہ صحیح فکر یہ ہے کہ اگر کوئی بات قرآن وسنت سے ثابت ہو جائے یا کسی بات کی تائید آیت وحدیث سے ہو جائے تو اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْآ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ (النور:۵۱-۵۲)

''مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تا کہ وہ ان میں فیصلہ کریں تو کہیں کہ ہم نے (حکم) سن لیا اور مان لیا اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اور اس سے ڈرے گا تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں''

قرآن مجید صحیفۂ ہدایت ہے، ہدایت و معرفتِ الٰہی کا اصلی ذریعہ ہے اور شریعت کے احکام و مسائل کا پہلا بنیادی مأخذ ہے لہٰذا اسے معرفتِ الٰہی اور ہدایت حاصل کرنے ہی کے لئے پڑھا جائے، دین و شریعت کے احکام و مسائل اس سے سیکھے جائیں اور ان کی تشریح و توضیح رسول اللہ ﷺ کی سنتِ مطہرہ سے معلوم کی جائے، اگر آپ نے قرآن و سنت کے بجائے آراء الرجال یعنی لوگوں کی قیل وقال کو دین و شریعت کا درجہ دینا شروع کر دیا اور قرآن و سنّت میں تأویل و تحریف سے کام لینا شروع کر دیا یا بلا تحقیق احکام قرآن و سنت کو منسوخ قرار دے دیا تو بلاشبہ یہ شدید ضلالت و گمراہی ہے، ایسی گمراہی جو آپ کو دین سے بہت دور لے جائے گی۔ کیونکہ جو شخص اپنے فسادِ طبیعت کے باعث علاج ہی کو بیماری بنا لے وہ کب اس بات کا حق دار ہے کہ اسے شفا نصیب ہو، جو شخص گلہائے رنگ رنگ کی بہار دکھانے والے کسی چمن زار میں جا کر بھی پھولوں کی بجائے کانٹوں سے اپنے دامن کو بھرتا ہے تو وہ کب اس بات کا سزاوار ہے کہ پھولوں کی بوئے عطر بیز سے اس کے مشامِ جان معطر ہوں اور جو شخص بیت اللہ میں جا کر بھی بتوں ہی کو یاد کرے وہ کب اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے دل میں اللہ کی محبت کا چراغ جلے یا توحید کے نور سے اس کے دل میں کرن کرن اجالا ہو۔ بعینہٖ جو شخص دین و شریعت کے احکام و مسائل کے سلسلہ میں آراء الرجال یعنی لوگوں کے قیل و قال کو قرآن و سنت پر ترجیح دیتا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے، وہ کب اس بات کا سزاوار ہے کہ اسے دین کا فہم نصیب ہو۔

☆ بہر حال قرآن مجید کے بارے میں غلو کی ایک بدترین صورت یہ بھی ہے کہ قرانِ مجید کے صریح احکام کو ماننے کے بجائے اور رسولِ اکرم ﷺ کی سنتِ مطہرہ سے کسبِ فیض کے بجائے ائمہ وفقہاءِ کرام کے اقوال کو ترجیح دی جائے حالانکہ تمام ائمہِ کرام اور فقہاءِ عظام نے قرآن وسنت کے دامن سے وابستگی کی بے حد تاکید فرمائی ہے۔

☆ ہمارے ان بہت سے قراء کا قرآن مجید کی قرأت وتلاوت کا انداز بھی غلو ہی کے ضمن میں آئے گا۔ جو قرأت وتجوید کے اصولوں سے تجاوز کرتے ہوئے بے حد تطویل، تکلف اور مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں اور خوش الحانی کے مظاہرہ میں قواعد وضوابط کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔

☆ اسی طرح کچھ لوگ قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی بجائے پانچ سات ریشمی غلافوں میں لپیٹ کراسے اتنا اونچا رکھ دیتے ہیں کہ اس تک کسی کا ہاتھ نہ پہنچنے پائے، یہ اور اس کی طرح دیگر بہت سی صورتیں ہیں، جو ہم نے قرآن مجید میں غلوّ کے باب میں اختیار کر رکھی ہیں۔

غلو کے نتائج

علامہ ابن المنیرؒ نے بڑی خوب صورت بات لکھی ہے ''کہ ہم نے اور ہم سے پہلے لوگوں نے بھی یہ دیکھا ہے کہ جو شخص دین میں غلوّ سے کام لیتا ہے۔ وہ حقیقت میں دین سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ بات ممنوع نہیں ہے کہ عبادت کے سلسلہ میں اکمل انداز کو اختیار کیا جائے کیونکہ یہ بات تو دین میں انتہائی قابلِ ستائش ہے۔ ممنوع یہ ہے کہ ایسا افراط اختیار کیا جائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ انسان اکتا جائے اور پھر اس عبادت کو بجا ہی نہ لا سکے یا وہ نفل عبادت ہی میں ایسا مبالغہ کرے کہ فرض عبادت ترک ہو جائے یا فرض عبادت کا وقت ہی ختم ہو جائے۔ مثلاً ایک شخص ساری رات تہجد گزاری اور شب زندہ داری میں گزارے اور پھر رات کے آخری حصہ میں اس پر نیند کا اس قدر غلبہ ہو جائے کہ نمازِ فجر باجماعت ادا نہ کر سکے یا وہ بیدار ہی طلوع آفتاب کے بعد ہو تو نفلی عبادت میں ایسا مبالغہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شریعت میں ممنوع ہے۔ جس سے فرائض کے ادا کرنے میں کوتاہی ہو۔ (الفتح:۱/۱۱۷)

دین میں کمی بیشی ممنوع ہے

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ شریعت میں جو بات مقرر کر دی گئی ہے اس پر اپنی طرف سے اضافہ کرنے سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرما دیا ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بندہ اگر از خود اپنے آپ پر سختی کا سبب بنے گا مثلاً جو لوگ وضو یا غسل کے سلسلہ میں وسوسوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو وہ ہمیشہ کے لئے ان وساوس کا شکار رہتے ہیں اور اس سلسلہ میں بے پناہ تکلیف اٹھاتے ہیں اور وضو و غسل میں اس طرح مبالغہ سے کام لیتے ہیں کہ ان کا وضو اور غسل کبھی مکمل ہوتا ہی نہیں۔ شرعی طور پر سختی کی مثال انسان کا کسی کام کے لئے نذر ماننا ہے، نذر مان کر انسان خود اپنے آپ ہی کو سختی میں مبتلا کر لیتا ہے کہ شرعاً نذر کا پورا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ (اغاثۃ اللھفان:۱/۱۳۲)

غلوّ باعثِ ہلاکت ہے

تشدّد اور غلوّ کے ذریعہ انسان اپنے آپ کو بے جا طور پر سختی اور مصیبت میں ڈال لیتا ہے، اسی وجہ سے شریعت میں غلوّ سے منع کر دیا گیا ہے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ نے تو اسے سابقہ قوموں کی ہلاکتوں کا سبب بھی قرار دیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حج میں رمی جمار کے لئے آنحضرت ﷺ نے مجھے کنکریاں لانے کا حکم دیا تو میں چھوٹی چھوٹی سی کنکریاں چن کر لایا اور جب میں نے انہیں آپ کے دستِ مبارک پر رکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

بِأَمْثَالِ هٰؤُلَآءِ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ۔ (سنن نسائی، حدیث:۲۸۶۳، سنن ابن ماجہ:۳۰۲۹)

''اس طرح کی کنکریاں ہونی چاہئیں اور دین میں غلو کرنے سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے ہلاک کر دیا تھا''

آپ ﷺ کے فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ رمیِ جمار کے لئے بس چھوٹی چھوٹی ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کنکریاں کافی ہیں۔تکلّف اور تشدّد سے کام لیتے ہوئے بڑے بڑے کنکر استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ افسوس کہ بہت سے حجاج کرام رمئ جمار کے وقت اس ارشادِ نبوی ﷺ کو بھول جاتے ہیں اور وہ کنکریوں کے بجائے بڑے کنکر بلکہ پتھر استعمال کرتے ہیں اور بعض حضرات تو غلوّ کی انتہاء کر دیتے ہیں کہ وہ کنکریوں کی بجائے جوتے استعمال کرنے لگ جاتے ہیں۔ اپنی دانست میں یہ حضرات شائد بڑی غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔حالانکہ ایمان کا اولین تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو حدود مقرر فرما دیئے ہیں، انہی کی پابندی کی جائے اور ان سے سرِ مو تجاوز نہ کیا جائے کیونکہ حدودِ شریعت سے تجاوز دنیا میں ہلاکت کا سبب بنتا ہے اور آخرت میں یہ شافع روز جزا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت سے محرومی کا سبب بنے گا جیسا کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِیْ لَا تَنَالُهُمَا شَفَاعَتِیْ سُلْطَانٌ ظَلُوْمٌ غَشُوْمٌ، وَغَالٍ فِیْ الدِّیْنِ۔ (السنة لابن أبی عاصم: ۱/ ۲۳، الترغیب والترهیب: ۳/ ۱۸۵)

''میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں، جن کو میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ (۱) ظالم اور غاصب بادشاہ اور (۲) دین میں غلو کرنے والے لوگ۔

دین تو آسان ہے

انسان اپنی مرضی سے دین کو ہوّا بنا لے تو الگ بات ہے، ورنہ اللہ رب ذوالجلال نے اپنے دین کو بہت آسان بنایا ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ وَلَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهٗ

(صحیح البخاری، مع الفتح ۱/ ۳۹)

''بے شک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا''

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے زیادہ تفصیل کے ساتھ فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے کچھ فرائض مقرر کیے ہیں انہیں ضائع نہ کرو، کچھ حدود مقرر کر دیئے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، کچھ چیزوں کو حرام قرار دے دیا ہے، ان کے قریب نہ جاؤ اور کچھ چیزوں کو بھولے بغیر ترک کر دیا ہے، انکے بارے میں کرید نہ کرو۔ (جامع الاصول:۵/۵۹)

جیسا کہ صحیح بخاری کی مذکورہ بالا حدیث میں ہے، اللہ کا دین آسان ہے، دین کے احکام کو پورا کرنا اس وقت مشکل ہوگا جب کوئی انسان از خود اپنے اوپر ایسی پابندیاں عائد کر لے جن کا دین میں حکم نہ ہو۔ بطور مثال ہم یہاں صحیح بخاری ہی کی ایک حدیث پیش کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بوڑھے انسان کو دیکھا جسے اس کے دو بیٹے گھسیٹ کر (بیت اللہ کی طرف) لے جا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا کیا ماجرا ہے؟'' انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ اس نے نذر مانی تھی کہ یہ پیدل چل کر بیت اللہ جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بات سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالے'' اور پھر آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ''سواری پر سوار ہو جاؤ۔''

(صحیح البخاری، حدیث:۱۸۶۵)

اسی طرح صحیح بخاری ہی کی ایک اور حدیث میں بھی ہے کہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ کہ آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے عرض کیا، اس کا نام ابواسرائیل ہے، اس نے نذر مانی ہے کہ یہ کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں، نہ سایہ استعمال کرے گا۔ اور نہ کسی سے بات کرے گا اور روزے سے رہے گا۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا:

''اسے حکم دو کہ یہ بات کرے، سایہ استعمال کرے اور بیٹھ جائے اور اپنے روزے کو پورا کرے۔'' (صحیح بخاری، حدیث:۶۷۰۴)

روزہ رکھنا حکم شریعت ہے۔ لیکن اس میں اس قسم کی اپنے اوپر پابندیاں عائد کر لینا، جس طرح ابواسرائیل نے اپنے اوپر عائد کی تھیں، دین میں غلو ہے اور دین میں غلو اختیار کر کے انسان اپنے آپ کو از خود مشکلات میں مبتلا کر لیتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار خطبہ میں ارشاد فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض قرار دیا ہے۔ لہٰذا حج کیا کرو''
ایک شخص نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہر سال؟ اس نے یہ سوال تین بار دوہرایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں یہ کہہ دیتا ہاں تو ہر سال حج ادا کرنا واجب ہو جاتا اور تمہیں اس کی استطاعت نہ ہوتی'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے چھوڑ دو جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں، تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء سے کثرتِ سوال اور اختلاف کے باعث ہی ہلاک ہوئے تھے، جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو مقدور بھر اطاعت بجالاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔'' (صحیح مسلم، حدیث: ۱۳۳۷)

غلوّ شرک تک پہنچا دیتا ہے

قرآنِ مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غلوّ انسان کو شرک جیسی مہلک بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے انبیاء کرام کی شان میں اس قدر غلوّ سے کام لیا کہ انہوں نے حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو اللہ کے بیٹے قرار دے دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی جو ﴿لم یلد و لم یولد﴾ کے اوصاف سے اتصاف پذیر ہے، کوئی انسان خواہ وہ مقام و مرتبہ کے اعتبار سے کتنے ہی اونچے مقام پر فائز کیوں نہ ہو، اس کا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے؟ مگر غلوّ کی کرشمہ سازی ملاحظہ کیجئے کہ اس نے انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیا اور خالق و مخلوق کے مابین فرق کو ملحوظ نہ رہنے دیا۔ قوموں کو تباہ و برباد کرنے والا یہ ایسا شدید مرض ہے کہ رحمۃ اللعالمین، سرورِ دنیا و دین ﷺ ہمیشہ فکرمند رہے کہ سابقہ امتوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپ کی امت بھی کہیں اس میں مبتلا نہ ہو جائے، آخر وقت تک آپ ﷺ کو یہ فکر دامن گیر رہا حتیٰ کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت بالکل آخری لمحات میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ (صحيح البخاری، حديث: ٤٣٥، صحيح مسلم، حديث: ٥٣١)

''یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کے راوی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: یُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو یہود و نصاریٰ کے ان جیسے افعال کے ارتکاب سے ڈرا رہے تھے کیونکہ انبیاء اولیاء کی شان میں غلو ان کی عبادت کا سبب بن جاتا ہے، اسی وجہ سے حضورِ اقدس ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ، فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ (صحيح البخاري: ٣٤٤٥)

''میری شان میں اس طرح مبالغہ نہ کرنا جیسے عیسائیوں نے ابن مریم کی شان میں مبالغہ سے کام لیا تھا۔ میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ لہٰذا مجھے عبداللہ اور رسول اللہ کہو۔''

بہر آئینہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو بڑی سختی کے ساتھ غلوّ سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور تین بار ارشاد فرمایا:

هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ (صحيح مسلم، حديث: ٢٦٧٠)

''غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے''

''مُتَنَطِّعُوْن'' ان لوگوں کو کہتے ہیں جو حد اعتدال سے تجاوز کرتے ہوئے اپنے اقوال و افعال میں بے حد مبالغہ اور غلو سے کام لیں۔

اسلام دینِ اعتدال ہے

اسلام دینِ جمال و کمال ہے، یہ راہِ اعتدال ہے، جس میں کوئی افراط و تفریط نہیں۔ امام جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے:

''ارض و سماء میں اللہ کا دین ایک ہی ہے اور وہ ہے دینِ اسلام، جو غلو و تقصیر، تشبیہ و تعطیل، جبر و قدر اور امن و مایوسی (امید و خوف) کے درمیان ہے'' (شرح عقیدہ طحاویہ ص:۵۸۵)

ابن عقیل رحمہ اللہ نے ایک دلچسپ بات لکھی ہے اور وہ یہ کہ مجھ سے ایک شخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے پوچھا کہ پانی میں بے شمار مرتبہ غوطے لگانے کے باوجود مجھے یہ شک ہوتا ہے کہ معلوم نہیں کہ غسل صحیح ہوا بھی ہے یا نہیں، تو اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا جناب! میری رائے یہ ہے کہ جائیں آپ سے تو نماز ہی ساقط ہو گئی ہے، اس نے پوچھا وہ کیسے؟ میں نے کہا اس لئے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

''تین شخص مرفوع القلم ہیں (۱) مجنون حتیٰ کہ صحت یاب ہو جائے (۲) سویا ہوا حتیٰ کہ بیدار ہو جائے اور (۳) بچہ حتیٰ کہ بالغ ہو جائے''

اور جو شخص پانی میں بار بار غوطے لگانے کے باوجود یہ شک کرے کہ معلوم نہیں اس کے جسم کو پانی لگا ہے یا نہیں تو وہ مجنون ہے اور مجنون مرفوع القلم ہے اور اس سے نماز (اور دیگر تمام فرائض و واجبات) ساقط ہیں۔ (اغاثۃ اللھفان، امام ابن قیمؒ ج ۱ ص: ۱۵۴)

ہمارے بہت سے صوفی منش احباب جو طہارت، وضو اور غسل کے بارے میں اسی قسم کی تشکیک میں مبتلا رہتے ہیں، انہیں اپنے طرزِ عمل پر خاص غور فرمانا چاہئے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شریعت نے ہر قسم کے غلو اور تشدد سے منع کیا ہے خواہ اس کا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال سے۔ (فتح المجید، ص ۲۲۷)

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ شیطان بڑا عیار ہے اور اس کی ایک بہت عجیب تدبیر یہ ہے کہ وہ انسانی نفوس کو ٹٹول کر یہ جائزہ لے لیتا ہے کہ کس کی طبیعت افراط کی طرف مائل ہے۔ اور کس کی تفریط کی طرف اور پھر جس طرف کسی کی طبیعت کا میلان ہوتا ہے، وہ اپنی دسیسہ کاریوں سے اسے اسی طرف لگا دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت یا تو وادی تقصیر میں سرگرداں ہوتی ہے یا وادیٔ مبالغہ و غلو میں حیران یعنی یا تو وہ احکامِ شریعت پر عمل کرنے میں بہت کوتاہی اور دون ہمتی کا ثبوت دیتے ہیں یا اس قدر مبالغہ اور غلوّ سے کام لیتے ہیں کہ حد اعتدال سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں۔ جب کہ بہت قلیل سعادت مند ہی ایسے ہوتے ہیں، جو اس صراط مستقیم پر رہتے ہیں۔ جس کا رسول اکرم ﷺ نے تعین فرمایا ہے اور بلا شبہ آپ ﷺ کا عمل اور طریقہ ہی راہِ اعتدال ہے۔ (اغاثۃ اللھفان، ج ۱ ص ۱۳۶)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص دینی اعمال میں غلوّ سے کام لے گا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور نرمی کے پہلو کو ترک کر دے گا تو بالآخر وہ عاجز و درماندہ ہو جائے گا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ یہ بھی غلو ہے کہ انسان رخصت کی جگہ عزیمت کو اختیار کرے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اپنی کسی مجبوری و معذوری اور بیماری کی وجہ سے پانی کے استعمال سے عاجز و قاصر ہے اور اس صورت میں اسے تیمّم کرنے کی رخصت ہے مگر وہ اس رخصت سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور تیمّم نہیں کرتا بلکہ پانی ہی کے استعمال کرنے پر اصرار کرتا ہے تو وہ یقیناً نقصان اٹھائے گا (فتح الباری:۱/۱۱۷)

خلاصۂ کلام

خلاصۂ کلام یہ کہ اسلام دینِ اعتدال ہے، اس کی پاکیزہ تعلیمات میں حسن و جمال ہے جن کے مطابق بلاکم و کاست عمل ہی میں دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی کا راز مضمر ہے، جبکہ دین میں اپنی طرف سے افراط و تفریط کا نام غلو ہے اور غلو حرام ہے۔ کیونکہ غلو کے درج ذیل نقصانات ہیں۔

1. غلو انسان کو شرک میں مبتلا کر کے اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتا ہے اور جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔
2. غلو کے نتیجہ میں انسان نہ صرف یہ کہ اپنے عمل کو ہمیشہ جاری نہیں رکھ سکتا بلکہ تنگ آ کر بسا اوقات ترک بھی کر دیتا ہے۔
3. غلو اس بات کی علامت ہے کہ انسان کا ایمان اور اس کی عقل کمزور ہے اور اس پر شیطان نے تسلط جما لیا ہے۔
4. غلو انسان کی جہالت اور فہم دین میں قلت کی دلیل ہے۔
5. غلو انسان کو شیطانی وسوسوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔
6. غلو کرنے والے کا دل تنگ ہو کر حزن و ملال میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اللہ رب ذوالجلال والاکرام سے دعاء ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے فضل و کرم کے ساتھ غلو سے محفوظ رکھے اور افراط و تفریط کے بغیر اعتدال یعنی اپنے پسندیدہ دینِ اسلام کے صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین یارب العالمین!)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ، حضرت عبدالغفار حسن عمر پوری حفظہ اللہ

(حیات و خدمات کی جھلک)

شیخ الحدیث عبدالغفار حسن حفظہ اللہ کا تعلق جس عظیم علمی گھرانے سے ہے، اُس کے سرخیل حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار عمر پوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جنھوں نے استاذ عرب و عجم حضرت میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسبِ فیض کیا اور بیس برس کی عمر میں اُن سے سند حدیث حاصل کی۔ تحصیل علم کے بعد ''مدرسہ دار الہدیٰ'' کشن گنج کو اپنا مرکز بنا کر اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے کام میں اپنی زندگی کھپا دی۔ علم کا نور پھیلانے کے لئے ''ضیاء السنہ'' کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا...... جب شیخ عبدالجبارؒ 1916ء میں اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے تو اُن کی سجائی ہوئی مسندِ علم و عرفان پر اُن کے لختِ جگر شیخ الحدیث حافظ عبدالستار حسن عمر پوری رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز ہوئے۔ اُن کے علم و فضل کا اس سے اندازہ لگایئے کہ اللہ کی توفیق سے اُنھوں نے صرف تین ماہ کی مدت میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اخلاق و کردار میں اپنے خاندان کی طرح ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ شیخ عبدالستارؒ نے حیات مستعار کی ابھی صرف 34 بہاریں دیکھی تھیں کہ پیغام اجل آ گیا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) آپ کے علم و فضل اور مقام و مرتبہ کا اس سے اندازہ لگایئے کہ وطن عزیز کے عظیم عالمِ دین، ہزاروں علماء کرام کے استاذ حضرت مولانا مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ اُنہی کے شاگرد رشید تھے.............

شیخ الحدیث مولانا عبدالغفار حسن عمر پوری حفظہ اللہ اُنہی کے لختِ جگر اور اکلوتی اولاد ہیں۔ مولانا عبدالغفار حسن حفظہ اللہ 14 رجب 1331ء بمطابق 20 جولائی 1913ء بروز جمعۃ المبارک کے دن دنیا میں تشریف لائے۔

آپ نے دسمبر 1933ء میں درس نظامی کی تکمیل دار الحدیث رحمانیہ دہلی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی۔آپ کے ممتاز اساتذہ کرام میں شیخ کبیر محدث جلیل شاگرد حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی قدس اللہ سرہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا احمد اللہ، ادیب کبیر مولانا محمد عمر سورتیؒ، محدث کبیر استاذ الاساتذہ مولانا عبید اللہ مبارکپوریؒ، محدثِ دوراں مولانا محمد عبداللہ حافظ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آپ کا ''شجرہ حدیث'' سیدنا انس بن مالکؓ سے آپ تک ۲۴واں واسطہ ہے۔

1935ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل ادب عربی اور 1940ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل عربی کی ڈگریاں لیں۔

تحصیلِ علم کے بعد درس وتدریس کو اختیار کیا۔ابتداء میں کچھ عرصہ ''دارالحدیث رحمانیہ بنارس'' میں تفسیر، حدیث، ادب عربی وغیرہ کی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بعدازاں اگست 1942ء سے مئی 1948ء تک ''مدرسہ کوثر العلوم مالیر کوٹلہ'' میں یہ سلسلہ دعوت وتدریس جاری رہا، اس مدرسہ کے بانی بھی خود ہی مولانا محترم تھے۔پاکستان بننے کے بعد جون 1948ء سے 1964ء تک پاکستان کے مختلف مدارس و جامعات میں یہ سلسلہ جاری رکھا، جن میں ''جامعہ تعلیمات اسلامیہ'' ''جامعہ سلفیہ''، ''کلیہ دارالقرآن والحدیث''، ''جامعہ رحمانیہ کراچی'' وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

1964ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ جہاں آپ نے یونیورسٹی کے مختلف شعبہ جات میں 16 برس تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

کلیۃ الحدیث مدینہ یونیورسٹی سے آپ کی خدمات دارالافتاء سعودیہ کے سپرد ہو گئیں۔ اس شعبہ میں بھی آپ نے نہایت ہی قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔

مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد سعودی حکومت کی طرف سے آپ کو مبعوث بنا کر مختلف ممالک میں شمع اسلام روشن کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ بھارت، مشرقی پاکستان، یوگنڈا، کینیا، برطانیہ وغیرہ میں آپ نے مثالی خدمات سرانجام دیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کینیا میں آپ نے ''مدرسہ سانویہ'' قائم کیا، جہاں پر آپ خود بھی تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ لندن میں ''قرآن سوسائٹی'' قائم کی جس کے تحت آج بحمد اللہ کئی مساجد و مدارس کام کر رہے ہیں۔

آپ کا شمار جماعت اسلامی کے بانی ارکان میں ہوتا ہے۔ 1941ء قیام جماعت سے 1958ء تک جماعت میں رہے۔ شوریٰ کے مستقل ممبر اور جماعت کے شعبہ تربیت کے ناظم رہے............ آپ نے پورے ملک میں تربیت و تزکیہ کا ایک نیٹ ورک قائم کر دیا۔ اسے جماعت کا ایک مثالی شعبہ بنا کر نوجوانوں میں دینی روح پیدا کر دی۔ اس مقصد کے لئے آپ نے ''انتخاب حدیث'' کے نام سے ایک کتاب مرتب فرمائی، جس میں حدیث و علوم حدیث اور رواۃ پر 41 صفحات کا جامع مقدمہ لکھا، جو بذاتِ خود ایک کتاب کی حیثیت رکھتا ہے............ انتخابِ حدیث...... عبادات کے علاوہ، حقوق العباد سے لے کر نظامِ حکومت، عدلیہ اور انتظامیہ کی اصلاح تک کے موضوعات پر چار صد احادیث (مع ترجمہ وتشریح) کا خوبصورت مجموعہ ہے۔ یہ کتاب اصلاح معاشرہ کے لئے واقعی تربیت و تزکیہ کی راہنما کتاب ہے۔ 1948ء میں جبکہ جماعت کی قیادت پابند سلاسل تھی۔ آپ جماعت اسلامی کے قائم مقام امیر بنے۔ جماعت کی چند نمایاں قابل احترام شخصیات میں آپ کا شمار ہوتا تھا...... آپ نے ساری زندگی مسلکِ سلف صالحین کو اپنا راہنما بنایا اور اس میں کبھی لچک یا مداہنت اختیار نہیں کی۔ جماعتی دور میں انہیں یہ مشورہ دیا گیا کہ آپ رفع الیدین ترک کر دیں اور مسلکِ اعتدال کو اختیار کریں، لیکن آپ نے اس نظریہ کی پرزور تردید کی اور قرآن وسنت کے بالمقابل رائج فقہی آراء و مسائل کو نہ کبھی اختیار کیا نہ ان کی تائید کی۔

جماعت کے عظیم قلم کار اور دانشور نعیم صدیقیؒ نے آپ سے چند امور پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ آپ فلاں فلاں مسائل میں نرم رویہ اختیار کریں مثلاً داڑھی کی لمبائی، رفع الیدین، فاتحہ فی الصلوٰۃ وغیرہ۔ آپ نے ان سے فرمایا ''بھائی! آپ مجھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنت پر عمل کرنے سے روکنے کی بجائے خود سنت کو اپنا عمل بنائیں، یہ جو آپ نے داڑھی کو بطور فیشن اختیار کیا ہوا ہے اور ایک خاص کٹ (سٹائل) بنالیا ہے اسے ترک کر کے سنت نبوی ﷺ اور حکم نبوی ﷺ کے مطابق کھلا چھوڑ دیں۔''

حضرت مولانا عبدالغفار حسن حفظہ اللہ نو سال اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے اہم رکن رہے اور اس عرصہ میں آپ نے اس کونسل میں اسلامی قوانین پر بڑا تحقیقی کام کیا جو کونسل کے ریکارڈ اور تاریخ میں نادر اور قیمتی اثاثہ ہے۔

فیصل آباد کے عظیم دینی ادارہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی بنیاد جن محترم شخصیات نے رکھی ان بزرگ ہستیوں میں حضرت الاستاذ مولانا عبدالغفار حسن بھی ہیں۔ آپ جامعہ کے سب سے پہلے معلم تھے، آپ نے جس پہلی کلاس کو شرفِ تلمذ بخشا ان میں یہ تھے۔ صہیب حسن، شعیب حسن ...... (یہ دونوں حضرت الاستاذ کے فرزند ہیں)، شیخ عبدالمجید، شیخ عبدالرحمٰن، شیخ محمد صدیق ...... (یہ تینوں راقم الحروف کے عم محترم ہیں) اور راقم الحروف (خالد اشرف) شامل تھے۔

جامعہ میں چند ہی دنوں بعد شیخ صالح مہدی سامرائی بھی تشریف لے آئے، آپ (کرکوک) عراق سے یہاں آئے تھے۔ آپ اس کلاس کو ''طریقہ جدیدۃ فی تعلیم العربیہ'' جو استاذ احمد امین مصریؒ کی تالیف تھی پڑھاتے تھے، یہ کتاب مصر و عراق کے علاوہ ہندو پاکستان کے چیدہ چیدہ مدارس و جامعات میں پڑھائی جاتی تھی۔

شیخ صالح مہدی السامرائی ممتاز اخوانی راہنما تھے، جبکہ ''اخوان المسلمین'' کے بانی شیخ حسن البناء شہیدؒ کے نائب بھی تھے ...... جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا وہ دور بڑا عظیم اور سنہری تھا، اس دور کے اساتذہ میں بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور ماہرین تعلیم بھی شامل تھے۔

حضرت مولانا نے ''مدرسہ دارالقرآن والحدیث'' میں بھی علم کی جوت جگائی، مولانا عبدالغفار حسن حفظہ اللہ کا دور، ''دارالقرآن'' کا یادگار اور سنہری دور تھا۔ اسی دور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں یہاں شیخ الحدیث مولانا عبداللہ ویرووالوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید اور اباجی رحمہ اللہ کے رفیق وہم جماعت پروفیسر غلام احمد حریریؒ بھی تدریسی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔

مولانا محترم نے تحریری کام بھی بہت کیا اور خوب کیا، اردو اور عربی میں ان گنت مقالات اور کتب لکھیں.......... تراجم کیے، تفسیر ابن قیمؒ، خطبات استاذ مصطفیٰ سباعیؒ اور شیخ حسن البناء شہیدؒ کی ڈائری کے تراجم کر کے آپ نے علم وادب اور تفسیری ذخیرہ میں گرانقدر اضافہ فرمایا ہے۔ ان کا معتدبہ حصہ المنیر اور پھر المنبر میں شائع ہو چکا ہے، ان کے علاوہ متعدد موضوعات پر تحقیقی کتب لکھیں۔ جن میں انتخابِ حدیث، معیاری خاتون، حقیقت دعا، رمضان المبارک، خطبہ نکاح، قرآن فہمی کے بنیادی اصول، سنت اور اتحادِ ملت، سنت قرآن حکیم کی روشنی میں اور دین میں غلو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا مدظلہ نے اپنے فرزندان گرامی کو بھی دینی و دنیوی علوم سے بہرہ ور فرمایا.......... مولانا عبدالغفار حفظہ اللہ کے تمام صاحبزادے بلکہ ان کے پوتے بھی مختلف ممالک میں اشاعت اسلام اور دین کی تبلیغ کا ذریعہ سرانجام دے رہے ہیں۔ (ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء) وطن عزیز بلکہ عالم اسلام کے یہ عظیم فرزند عرصہ دراز سے صاحبِ فراش ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے، تاکہ تشنگانِ علم مزید ان کے علم و عرفان سے کسبِ فیض کریں۔ (آمین)

خالد اشرف (علمی معاون)
طارق اکیڈمی، فیصل آباد

15 محرم الحرام 1425ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں کے لئے بہترین نسخہ

درودِ پاک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؀
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؀

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس کے دس گناہ معاف اور دس درجے بلند فرمائے گا۔ (سنن نسائی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

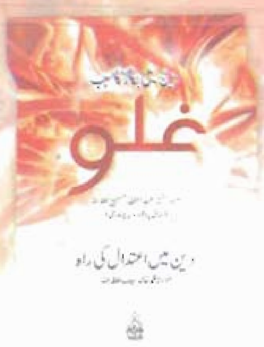

اگر آپ کو اپنے کسی بھائی، دوست، عزیز یا کسی بھی فرد سے محبت ہے

تو اسے یہ کتاب تحفہ دیں۔۔ ہو سکے تو رضائے الٰہی کیلئے تقسیم کریں۔

اس لئے کہ مسلمان کی قیمتی ترین متاع۔۔۔ دین ہے دین کو کمی بیشی سے بچانے اور

سچے دین کی معرفت کیلئے یہ ایک رہنما کتاب ہے

جو پڑھنے والے کو سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ صحیح دین کیا ہے۔۔۔؟

آپ کو جب بھی کسی کتاب کی ضرورت ہو

کوئی کتاب شائع کرنی ہو فی سبیل اللہ تقسیم کرنے کا ارادہ ہو رابطہ کیجئے۔

مکتبہ طارق اکیڈمی

ڈی گراؤنڈ، سموسہ چوک (بیسمنٹ نورانی مسجد) فیصل آباد

Tel: 041-8546964, 8715768, Fax: 92-41-8715768

E-mail: info@ilmoagahi.com / www.ilmoagahi74a@yahoo.com